# شمس العارفین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْر

تمام حمد و ثنا اللہ جل شانہ کے لئے ہے کہ جس نے عارفوں کے دلوں کو ہدایت و عرفان کے نور سے روشن فرمایا اور صادقوں کے سینوں کو صدق وایقان سے کشادہ فرمایا۔ اور صلوٰۃ وسلام ہو اس کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، ان کی آل پر اور ان کے جملہ اصحاب پر جو سب کے سب اہل مغفرت اور اہل رضوان ہیں۔

اس کے بعد میں امداد الٰہی سے اس رسالہ کو شروع کرتا ہوں جسے شیخنا سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ''کلید التوحید، قرب دیدار، مجموعۃ الفضل، عقل بیدار، جامع الاسرار، نور الہدیٰ، عین نما اور فضل اللقا'' سے منتخب کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ طریقہ قادریہ علیہ الرحمۃ والغفران کی تعلیمات تصوف پر مبنی ہے جن سے اللہ تعالیٰ مالک الملک المنان کا وصال نصیب ہوتا ہے۔ اس کا نام ''شمس العارفین'' رکھا ہے اور اسے ''مشکل کشا اور حضور نما'' کا خطاب دیا ہے۔

یہ رسالہ سات ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں اس کتاب کے مطالعہ و عمل کے فضائل کا بیان ہے۔ باب دوم میں ذکر فکر، ترتیب تصور مشق وجودیہ، مقامات مشق وجودیہ اور اسم اللہ ذات کی تاثیر قبول نہ کرنے والے سیاہ دل کے علاج کا بیان

ہے - باب سوم میں احوال مراقبہ ومکاشفہ کا بیان ہے - باب چہارم میں فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ کے مراتب کا بیان ہے - باب پنجم میں مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری وملازمت کے فضائل کا بیان ہے- باب ششم میں تمام دعوتوں سے افضل واولی تر دعوت اہل قبور پڑھنے کی ترتیب کا بیان ہے-اور باب ہفتم میں متفرق موضوعات کا بیان ہے-

جان لے کہ طالب مرید قادری پر فرض عین ہے کہ پہلے وہ اس رسالہ کو ابتدا سے انتہا تک اپنے مطالعہ میں لاکر تحقیق طریق کرے اور پھر باطن میں توفیق رفاقت حق حاصل کرے-

اے عزیز! اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اپنی عبادت ومعرفت اور پہچان کے لئے پیدا فرمایا ہے-

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:- ''میں نے انسانوں اور جنوں کو محض اپنی عبادت یعنی معرفت کے لئے پیدا فرمایا ہے-''

WWW.ALFAQR.NET

# باب اول

# اس کتاب کے مطالعہ وعمل کے فضائل

اگر کسی کا نفس سرکش ہو اور غرق ہوا و ہوس ہو، ابلیس کے موافق اور خدا کے مخالف ہو، کسی طرح بھی گناہوں سے باز نہ آتا ہو اور خدا کی طرف رجوع نہ کرتا ہو اور زیادتی غفلت کے باعث اس کا دل شیطان کے چنگل میں پھنس کر مردہ ہو چکا ہو اور کسی علاج سے زندہ نہ ہو رہا ہو، ذکر اسم اللہ ذات کی تاثیر اس کے دل کو متاثر نہ کر رہی ہو، غریب ومظلوم وعاجز ہو، غمِ روزگار دنیا سے پریشان ومحتاج وہلاک ہو، کثیر العیال وخستہ حال و مستحق صدقات ہو، ان سنگین حالات کو سدھارنے کی طاقت وقوت نہ رکھتا ہو اور فقر وفاقہ میں گزر بسر کر رہا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کتاب سے کہ جس میں دین ودنیا کے تمام خزائن کا علم درج کر دیا گیا ہے، ظاہر وباطن کے جملہ خزائن کا علم حاصل کرلے تاکہ تمام خلق خدا اس کی خادم اور وہ مخدوم بن جائے اور اس کتاب سے وہ اپنے تمام مطالب حاصل کرلے، تمام خزائن الٰہی اپنے قابو میں کرلے اور طریق تحقیق سے علم تصوف کے جملہ دقیق نکات کو کھول لے۔

جو شخص اس کتاب کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے گا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرے گا وہ صاحب توفیق عارف باللہ ہو جائے گا اور ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پرنور میں حاضر رہے گا، جملہ انبیا واولیا اللہ کی ارواح اس سے ملاقات کریں گی اور ظاہر وباطن کی کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں رہے گی کہ یہ عطائے الٰہی اور فیض فضل اللہ طریق محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تحقیق شدہ ہے۔

یہ کتاب صاحب ابتدا و انتہا کے لئے کامل راہنما ہے۔اگر کوئی عالم فاضل صاحب تفسیر اسے پڑھے گا تو اس کے مطالعہ سے چار علوم حاصل کر لے گا یعنی علم کیمیائے اکسیر، علم دعوت تکسیر، علم ذکر اللہ روشن ضمیر اور علم استغراق با تاثیر صاحب نظیر بر نفس امیر۔

یہ کتاب صاحب صدق مریدوں ،صاحب تصدیق طالبوں ،صاحب تحقیق عارفوں، رفیق حق واصلوں،صاحب توفیق عالموں اور وحدانیت کے دریائے عمیق میں غرق فنا فی اللہ فقیروں کے لئے کسوٹی ہے۔جس نے اس کتاب سے اسم اعظم اور گنج بے رنج حاصل نہ کیا اس کے سوال کا وبال اس کی اپنی گردن پر ہوگا کیونکہ اس میں ایسا علم تصرف ہے کہ اگر کوئی اس مرتبے پر پہنچ جائے تو اس کی تاثیر سے اس پر عرش سے تحت الثریٰ تک کے ستر ہزار مراتب واضح و روشن ہو جاتے ہیں۔اور لوح محفوظ ہمیشہ اس کی چشم ظاہر کے مطالعہ میں رہتی ہے اور خاک اس کی نظر سے سونا چاندی بن جاتی ہے، کشف و کرامات کے ذریعے وہ ماضی حال و مستقبل کے تمام حالات سے باخبر رہتا ہے، اگر وہ کسی دیوار یا پہاڑ یا درخت پر سوار ہو جائے تو وہ بہتے ہوئے پانی کی طرح چلنے لگتے ہیں۔ اگر قبرستان میں چلا جائے تو اہل قبور روحانی اس کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں۔اگر کسی خشک درخت پر توجہ کر دے تو وہ سرسبز ہو جاتا ہے اور اسی وقت اس میں شگوفے پھوٹ پڑتے ہیں۔اور کھانے کے قابل پکے ہوئے پھل لگ جاتے ہیں۔اگر وہ زمین سے پانی مانگ لے تو زمین اسے پانی دے دیتی ہے۔اگر آسمان کی طرف نظر اٹھا دے تو اسی وقت بادل چھا جاتے ہیں اور لوگوں کی طلب کے مطابق بارش برس جاتی ہے۔ اگر وہ پانی پر توجہ کر دے تو پانی فوراً گھی بن جاتا ہے اور اگر وہ

ریت پر توجہ کردے تو ریت سفید چینی بن جاتی ہے اور اسی قسم کے دیگر کام وہ ہر وقت کر سکتا ہے لیکن یہ تمام مراتب فقرِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہت دور اور معرفتِ الٰہی سے محروم وبے نصیب ہیں۔

مرشد کو ایسا صاحبِ نظر ہونا چاہیے جیسا کہ میرے پیر محی الدینؒ ہیں کہ ایک ہی نظر میں ہزاراں ہزار طالبوں مریدوں میں سے بعض کو معرفت "اِلَّا اللّٰہُ" میں غرق کر دیتے ہیں اور بعض کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری بخش دیتے ہیں۔

پیر کو ایسا گنج بخش ہونا چاہیے کہ اس کی ایک ہی نظر طالب اللہ کے دل کو بلا رنج و ریاضت ذکر اللہ سے چاک کر دے، نفس کو ہلاک کر دے اور روح کو پاک کر کے موافق رحمٰن اور مخالف شیطان کر دے۔

اگر کسی کو مشکل پیش آجائے اور وہ شیخ محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی کو تین بار ان الفاظ سے پکارے کہ " اُحْضُرُوْا بِمَلَکِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَیُّ الْحَقِّ یا شیخ عبدالقادر جیلانی حاضر شو۔ '' اور ساتھ ہی تین بار دل پر کلمہ طیب کی ضرب لگائے تو اسی وقت حضرت پیر دستگیرؒ تشریف لے آتے ہیں اور سائل کی امداد کر کے اس کی مشکل حل فرما دیتے ہیں۔

اگر کسی کے پاس عقل وشعور ہے اور وہ اچھی سوچ کا مالک ہے تو اسے جان لینا چاہیے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے حکم سے لکھی گئی ہے اور اس کی نظرِ رحمت میں منظور شدہ ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں ان کی اجازت سے تحریر کی گئی ہے۔

سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے کسی باعمل صاحب شریعت عالم فاضل سروری قادری مرشد کامل مکمل کے ہاتھ پر بیعت کرے اور اس کے بعد سلک سلوک میں قدم رکھے کہ دوسرے ہر طریقہ کی انتہا قادری کامل کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتی خواہ وہ عمر بھر ریاضت کے پتھر سے سر ٹکراتا رہے۔ مرشد قادری جامع مجمل ہوتا ہے اور ظاہر باطن میں ہر وقت ذکر فکر میں مشغول رہتا ہے۔ قادری طریقہ کے ظاہر باطن میں قرب و وصال، معرفت "اِلَّا اللّٰہُ" اور مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری پائی جاتی ہے۔

الغرض! عارف باللہ، مظہر متبرکات قدرت سبحانی، محبوب ربانی، پیر دستگیر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ دوران حیات ہر روز پانچ ہزار مریدوں اور طالبوں کو اس شان سے بامراد فرماتے رہے کہ تین ہزار کو مشاہدہ نور وحدانیت اور معرفت "اِلَّا اللّٰہُ" میں غرق کر کے "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہ" کے مرتبے پر پہنچاتے رہے اور دو ہزار کو مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری سے مشرف فرماتے رہے۔

توجہ باطنی سے حضوری کا یہ سلک سلوک اور حاضرات اسم اللہ ذات و حاضرات کلمہ طیبات سے حاصل ہونے والے ذوق شوق اور سخاوت وتصور وتصرف کامل کا یہ سلسلہ طریقہ قادریہ میں ایک سے دوسرے تک منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے اور قیامت تک منتقل ہوتا چلا جائے گا کہ یہ طریقہ آفتاب کی طرح روشن ہے جس نے اپنے نورانی فیض سے ہر دو جہان کو روشن کر رکھا ہے۔ ابیات:-

(۱) "باھوؒ نے علم کیمیا کا یہ خزانہ مفلسوں کے لئے کھول دیا ہے، اب جس

میں عقل ہوگی وہ اسے فوراً حاصل کرے گا۔''

(۲) '' اسم اعظم سے معیت ذات حق کا انتہائی مرتبہ کھلتا ہے اس لئے باھو ہر وقت ذکر یاھُوْ میں غرق رہتا ہے۔''

(۳) '' اندھا آدمی آفتاب کو کہاں دیکھ سکتا ہے کہ اندھے اور آفتاب کے درمیان سینکڑوں حجابات ہیں۔''

جان لے کہ قادری طالب کو جو کچھ بھی ملے گا صرف قادری مرشد ہی سے ملے گا۔ اگر طریقہ قادریہ کا طالب کسی دوسرے طریقے کی طرف رجوع کرے گا تو گناہگار و گمراہ و بے برکت ہو جائے گا اور اپنے مرتبے سے گر جائے گا لیکن سالک کے لئے وسیلہ مرشد پکڑنا ضروری ہے کیونکہ جو شغل مرشد کی نگرانی کے بغیر کیا جائے وہ نہ تو طالب کو کوئی فائدہ دیتا ہے، نہ اس کا کوئی نتیجہ نکلتا ہے اور نہ ہی وہ کسی منزل مقام پر پہنچاتا ہے۔

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔ '' اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ پکڑو۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:۔ '' پہلے راہنما رفیق راہ تلاش کرو، پھر راہ چلو۔''

اگر کسی کو مرشد کامل قادری نہیں ملتا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کتاب کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے، پورے اخلاص سے اسے پڑھے اور اس پر یقین صادق رکھے تا کہ اس کی تاثیر اسے مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری سے مشرف کر دے، اس پر اسرار الٰہی منکشف کر دے اور اس پر زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی مخفی و

پوشیدہ نہ رہنے دے۔ اس کتاب کو پڑھنے والا عارف حق اور راہنمائے خلق ہو جائے گا۔ اگر کوئی محتاج آدمی اس تحریر کو پڑھے گا تو لایحتاج ولی اللہ بن جائے گا۔ اگر کوئی مفلس اسے پڑھے گا تو غنی ہو جائے گا اور اگر پریشان حال پڑھے گا تو صاحب جمعیت ہو جائے گا۔ جو شخص اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھتا رہے گا اسے کسی ظاہری مرشد سے دست بیعت کرنے کی حاجت نہیں رہے گی۔ اگر کوئی صاحب رجعت اسے پڑھے گا تو رجعت سے نجات پا جائے گا، اگر کوئی مردہ دل پڑھے گا تو زندہ دل ہو جائے گا۔ اگر جاہل پڑھے گا تو علم علوم حی قیوم کا عالم ہو جائے گا اور حقیقت ماضی حال و مستقبل اس پر منکشف ہو جائے گی۔

ابیات:-

(۱) ''اصل چیز یقین ہے، یقین سے دوستی کر لے تاکہ تو اسرار کنہ کن کا محرم ہو جائے۔''

(۲) ''اصل یقین یقین مصطفیٰ ہے اور اصل یقین یقین مرتضیٰ ہے۔''

(۳) ''اصل چیز یقین ہے اور اگر یقین تجھے حاصل ہو جائے تو تیرا معاملہ ساتوں آسمانوں سے آگے بڑھ جائے گا۔''

الغرض! مرشد کامل کو چاہیے کہ وہ تصور اسم اللہ ذات کے شروع ہی میں طالب اللہ کو مشرف دیدار کر کے نور حضور میں غرق کر دے تاکہ اسے ریاضت خلوت و چلہ کشی کی حاجت ہی نہ رہے۔ اہل حضور لایحتاج کو بھلا ورد وظائف اور دعوت پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ آدمی نفس و شیطان کی قید سے ہرگز خلاصی نہیں پا سکتا اور نہ ہی دنیا سے اس کا دل سرد ہو سکتا ہے جب تک کہ وہ مرشد کامل کی زیر نگرانی تصوا اسم اللہ

ذات میں مشغول نہیں ہو جاتا کیونکہ تصور اسم اللہ ذات اور ذکر غرق نور ربوبیت ہی ایسا ذریعہ ہے جو طالب اللہ پر نور حضور کا ہر مرتبہ واضح و روشن کرتا ہے اور ظاہر باطن میں لوح محفوظ کو اس کی لوح ضمیر میں دکھاتا ہے۔ حاضرات تصور کلمہ طیبات " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " سے طالب پر ذکر یا کی غیبی کھل جاتا ہے جو اسے دونوں جہان میں بہرہ مند کرتا ہے اور ہر مطلب سے ہمکنار کرتا ہے۔

مرشد کامل طالب صادق کو ان سات چابیوں سے حاضرات کے سات قفل کھول دیتا ہے اور ایک ہی دم میں اور ایک ہی قدم پر طالبوں کو ان کے دونوں جہان کے تمام مطلوب و مقصود اور تمام تصرفات مثلاً تصرف ظاہری، تصرف باطنی، تصرف ازلی، تصرف ابدی، تصرف دنیا و عقبیٰ، تصرف غرق فنا فی اللہ مولیٰ، تصرف توحید معرفت اور قرب اعلیٰ و اولیٰ کے ہر مرتبے کا تصرف کھول کر دکھا دیتا ہے۔ ایسا راز بے ریاضت اور گنج بے رنج مرشد قادری سروری کامل اکمل جامع مجموع الفضل ہی عطا کرتا ہے۔

اے عزیز! صاحب حاضرات اسم اللہ ذات فقیروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا کر رکھی ہے کہ اگر وہ علم کیمیا کی تفصیل یا سنگ پارس کہ جسے اگر لوہے سے مس کر دیا جائے تو لوہا سونا بن جاتا ہے موکل فرشتوں سے طلب کر لیں تو اسم اعظم کی برکت سے موکل فرشتے اسی وقت غیب الغیب سے لا کر حاضر کر دیتے ہیں لیکن اہل اللہ فقرا کہ جن کو باطن میں دائمی استغراق مع اللہ نصیب رہتا ہے اور وہ ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں، ظاہر میں ان کا دل اس قدر غنی ہوتا ہے کہ وہ مرتبہ موکل، جملہ مراتب دنیا اور مراتب کیمیا و سنگ پارس کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہیں دیکھتے چاہے وہ فقر و فاقہ کے باعث خون جگر ہی کیوں نہ پی رہے ہوں کیونکہ

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔ ’’اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی ہے۔‘‘

یاد رکھ کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے اصحاب اور یاروں نے پوچھا کہ یا حضرت! وہ کون سی بہتر چیز ہے کہ جس سے دنیا و آخرت میں قرب حق تعالیٰ نصیب ہوتا ہے اور وہ کون سی بری چیز ہے کہ جو دنیا و آخرت میں اللہ سے بعد و دوری کا باعث بنتی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ:۔ ’’معرفت الٰہی اور فقر سے دوستی رکھو کہ ان سے دونوں جہان میں فخر و سرفرازی نصیب ہوتی ہے اور دنیا کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھو کہ دنیا متاع شیطان ہے۔‘‘

اے عزیز! اعمال ظاہر سے دل ہرگز پاک نہیں ہوتا اور نہ ہی دل سے نفاق جاتا ہے جب تک کہ دل کو مشق تصور اسم اللہ ذات کی آگ سے جلایا نہ جائے اور نہ ہی اس کے بغیر دل کا زنگار اترتا ہے۔ ذکر اللہ کے بغیر دل ہرگز زندہ نہیں ہوتا اور نفس ہرگز نہیں مرتا چاہے تمام عمر قرآن مجید کی تلاوت کی جائے یا مسائل فقہ پڑھے جائیں یا زہد و ریاضت کی کثرت سے پیٹھ کبڑی کر لی جائے یا سوکھ کر بال کی طرح باریک ہو لیا جائے دل ویسے کا ویسا سیاہ ہی رہے گا، مشق تصور اسم اللہ ذات کے بغیر ہرگز فائدہ نہ ہوگا چاہے سنگ ریاضت سے سر کو پھوڑ لیا جائے۔ تصور اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والا آدمی معشوق بے مشقت اور محبوب بے محنت ہوتا ہے اور یہ نہایت ہی مرغوب مرتبہ ہے۔

اگر کوئی آدمی زمین کو اڑھائی قدموں میں طے کر لیتا ہے یا پانچوں وقت خانہ کعبہ میں باجماعت نماز ادا کرتا ہے یا ہمیشہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہم مجلس ہو کر ان سے مقابلہ علم کرتا ہے یا حضرت آدم علیہ السلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روز جزا تک تمام انبیا واولیا وتمام مومن مسلمانوں کی ارواح سے مصافحہ وملاقات ومجلس کرتا ہے اور تمام ارواح کو ان کے نام سے جانتا پہچانتا ہے یا زمین بھر کے تمام اہل ورد و وظائف واہل دعوت وحافظ جو رات دن پوری طہارت کے ساتھ تلاوت قرآن مجید کرتے رہتے ہیں یا وہ شخص کہ جس نے تمام دنیا کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے اور رات دن اللہ کی راہ میں سخاوت کر کے مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتا رہتا ہے تو ان سب سے بہتر یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات میں غرق ہو کر ہمیشہ مجلس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہا جائے۔

یاد رکھئے کہ بندے کو ایک دم کے لئے بھی ذکر خدا سے غافل نہیں رہنا چاہیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:- ’’ سانس گنتی کے ہیں اور جو دم ذکر اللہ کے بغیر جاتا ہے وہ مردہ ہے۔‘‘

فرد:-

’’ جو آدمی ذکر حق میں غرق ہو کر دیوانہ ہو جاتا ہے، عرش وکرسی اور تمام طبقات اس کے زیر قدم آجاتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس جو آدمی ذکر حق سے غافل ہو جاتا ہے اس کا نفس موٹا ہو جاتا ہے اور وہ کفر وریا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔‘‘

# باب دوم

## ذکر شروع کرنے کے بارے میں

جان لے کہ مرشد کامل پر فرض عین ہے کہ وہ سب سے پہلے طالب اللہ کو مقام خوف و رجا، مقام کشف القبور اور مقام مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری کا مشاہدہ کرائے، اس کے بعد اسے علم معرفت کی تلقین کرے، چنانچہ شروع ہی میں اسے ذکر فکر و مراقبہ اور ورد وظائف میں ہرگز مشغول نہ کرے بلکہ تصور اسم اللہ ذات سے اسے حضوری بخشے اور تفکر اسم اللہ ذات سے اس کا باطن آباد کرے۔

مرشد کامل کو چاہیے کہ سب سے پہلے خوشخط اسم اللہ ذات لکھ کر طالب اللہ کے حوالے کر دے اور اسے کہے کہ اے طالب! اسے اپنے دل پر لکھ لے اور جب طالب اللہ اپنے دل پر اسم اللہ ذات لکھ لیتا ہے اور اسم اللہ ذات اس کے دل میں سکونت و قرار پکڑ لیتا ہے تو مرشد اسے کہتا ہے کہ اے طالب! اب اسم اللہ ذات کو دیکھ۔ چنانچہ اس وقت حروف اسم اللہ ذات سے سورج کی طرح روشن تجلی نور ظاہر ہوتی ہے جس کی روشنی میں طالب اللہ کو دل کے ارد گرد چودہ طبق سے وسیع تر میدان دکھائی دیتا ہے جس میں دونوں جہان اسپند کے دانے کے برابر نظر آتے ہیں۔ اس میدان میں طالب اللہ کو ایک گنبددار روضہ نظر آتا ہے جس کے دروازے پر کلمہ طیب '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' قفل لگا ہوتا ہے جس کی چابی اسم اللہ ذات ہے۔ جونہی طالب اسم اللہ ذات پڑھتا ہے قفل کلمہ طیب کھل جاتا ہے اور طالب اللہ روضے

کے اندر داخل ہو جاتا ہے جہاں اسے سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم مجلس دکھائی دیتی ہے جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل صراط مستقیم اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود ہوتے ہیں۔ طالب اللہ مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں داخل ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم صحبت ہو جاتا ہے۔ قرب حبیب کی یہ نعمت طالب صادق صدیق کو اللہ تعالیٰ کے حکم و توفیق اور رفاقت مرشد کامل سے نصیب ہوتی ہے۔ اگر کوئی طالب چاہے کہ اپنے دل کو ان تمام وساوس شیطانی اور وہمات نفسانی سے پاک کرلے جو آدمی کے وجود میں ہزاراں ہزار آثار کی صورت میں موجود رہتے ہیں اور جن کی مجموعی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہے اور ان کا رشتہ زنار رشتہ یہود و نصاریٰ سے سخت تر ہے اور اسی سبب سے اس کا دل سیاہ و مردہ و افسردہ رہتا ہے تو مرشد کو چاہیے کہ ایسے طالب اللہ کو تصور اسم اللہ ذات کا حکم دے اور تفکر و توجہ سے طالب کے دل کے ارد گرد حروف اسم اللہ ذات وحروف کلمہ طیبات لکھ دے کہ ان حروف کے لکھنے سے طالب کے وجود میں سر سے قدم تک انوار قرب و دیدار پروردگار کی ایسی آگ بھڑک اٹھتی ہے جو ان تمام بدکردار زناروں کو ایک ہی دم میں جلا ڈالتی ہے اور طالب اللہ طہارت دل اور تصدیق یقین کے ساتھ مسلمان حقیقی بن جاتا ہے اور توحید و دیدار پروردگار میں غرق ہو کر کفر و شرک سے بیزار ہو جاتا ہے۔ سن اے جان من! کہ مرشدوں اور طالبوں کے لئے یہی ایک نکتہ ہی کافی ہے کہ تیرے بائیں پہلو میں نفس اور دائیں پہلو میں شیطان کا ڈیرہ ہے اور ان دونوں دشمنوں سے تیری جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ پس جس شخص کے دونوں پہلوؤں میں مثل زخم تیر یا مثل درد خار ایسے دشمن ہر وقت موجود رہتے ہوں اور انہوں

نے اس کے اندر رتیا ہی مچا رکھی ہو، اسے بھلا خواب وخوش وقتی سے کیا واسطہ؟ اے عقلمند! ہوش سے کام لے اور ہمیشہ یاد رکھ کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں، اسے بلا فرصت آنا ہے۔ پس طالب اللہ کو چاہیے کہ ہر وقت تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہے اور حروف اسم اللہ ذات سے پیدا ہونے والے شعلہ تجلی انوار میں غرق ہو کر اس شان سے مشرف دیدار پروردگار رہے کہ نہ اسے بہار بہشت یاد رہے اور نہ ہی نار جہنم۔ ایک روایت میں فرمایا گیا ہے کہ:۔ ''ایمان کا مقام خوف و امید کے درمیان ہے۔''

جس وقت فقیر تصور اسم اللہ ذات میں مشغول ہوتا ہے اس کے وجود کا ہر بال زبان کھول لیتا ہے اور جوش میں آکر '' اَللّٰہُ، اَللّٰہُ، اَللّٰہُ '' پکارنے لگتا ہے، اس کا دل '' سِرِّ ھُوْ، سِرِّ ھُوْ، سِرِّ ھُو '' کا ورد کرنے لگتا ہے، اس کی روح '' ھُوَ الْحَقُّ، ھُوَ الْحَقُّ، ھُوَ الْحَقُّ '' کی فریاد کرنے لگتی ہے اور اس کا نفس التجا کرتا ہے: '' رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا '' (اے ہمارے رب ہم نے اپنی جان پر بڑا ظلم ڈھایا ہے۔)

مشق وجودیہ اسم اللہ ذات میں مراتب معشوقی و مراتب محبوبی پائے جاتے ہیں۔ خوشخط اسم اللہ ذات کا نمونہ یہ ہے۔

WWW.ALFAQR.NET

آدمی کے وجود میں دو دم ہوتے ہیں، ایک اندر جاتا ہے اور دوسرا باہر آتا ہے۔ اندر جانے والے دم پر مقرر موکل فرشتہ بارگاہ حق تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ خداوندا! اس دم کو اندر ہی قبض کر لوں یا باہر آنے دوں؟ اور باہر آنے والے دم پر مقرر فرشتہ بھی ایسے ہی عرض کرتا ہے۔ پس ہر آنے جانے والے دم پر بارگاہ رب العلمین میں ایسے ہی عرض گزاری جاتی ہے۔ جو دم تصور اسم اللہ ذات کے ساتھ باہر آتا ہے وہ ایک خاص نوری صورت میں ڈھل جاتا ہے اور بارگاہ الٰہی میں ایک نایاب موتی بن کر پہنچتا ہے۔ اگر دونوں جہان کی تمام دولت اور دنیا و بہشت کی جملہ متاع جمع کر لی جائے تو اس ایک گوہر دم کی قیمت کے برابر نہیں ہو سکتی کہ وہ گوہر دم بے حد قیمتی ہے۔ اسی لیے تو فقرا کو اللہ تعالیٰ کے خزائن گوہر کا خزانچی کہا جاتا ہے۔

اللہ بس ما سوی اللہ ہوس

لیکن طالب اللہ کو چاہیے کہ پہلے وضو کرے، پاک لباس پہنے، خالی جگہ تلاش کرے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے قعدہ کی صورت میں بیٹھ جائے۔ پھر جب متوجہ باستغراق ہو کر اشتغال اللہ شروع کرنا چاہے تو دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرے اور اسم اللہ ذات میں تفکر کرے لیکن شروع کرنے سے پہلے طالب اللہ کو چاہیے کہ ظاہر باطن میں شیطان کا راستہ بند کر دے اور خطرات نفسانی سے خود کو محفوظ کر لے، اس کے لئے طالب کو چاہیے کہ تین مرتبہ آیت الکرسی پڑھے، پھر تین مرتبہ درود شریف، تین مرتبہ بسم اللہ شریف، تین مرتبہ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ، تین تین مرتبہ چاروں قل شریف، تین مرتبہ سورۃ فاتحہ، تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ تین مرتبہ

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ"، تین مرتبہ کلمہ شہادت اور تین مرتبہ کلمہ طیب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھ کر خود پر دم کرے اور پھر اسم اللہ ذات (اَللّٰہُ) کا تصور شروع کرے اور تفکر سے دل پر اسم اللہ ذات لکھے کہ اسم اللہ ذات کی تاثیر سے دل صفائی پکڑتا ہے اور خناس و خرطوم مر جاتے ہیں۔ اس کے بعد آنکھ میں تصور کرے اور مراقبہ کی نظر سے پرواز کرے اور دل کے گرد وسیع میدان میں داخل ہو کر مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں پہنچ جائے اور وہاں لاحول، سبحان اللہ اور درود شریف پڑھے تاکہ مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اسے حکم ہو کہ:۔ "اے صاحب تصور! بے شک یہ خاص مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے، شیطان کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ اس مقام پر پہنچ سکے۔" اس کے بعد طالب اللہ حق و باطل میں واضح تحقیق کرے، اور اس کے لئے وہ دل کے گرد چار میدانوں کا مشاہدہ کرے یعنی میدان ازل کا مشاہدہ، میدان ابد کا مشاہدہ، میدان طبقات یعنی عرش سے تحت الثریٰ تک کا مشاہدہ اور میدان عقبیٰ کا مشاہدہ کرے اور پھر دل میں قلب، قلب میں روح، روح میں سر اور سر میں اسرار معرفت قرب اللہ نور حضور و دیدار پروردگار کا مشاہدہ کرے۔ مرشد کامل صاحب ذوق طالب اللہ کو شروع ہی میں مشاہدہ دل کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے اور مرشد ناقص اسے رات دن چلہ و ریاضت میں مشغول رکھتا ہے۔ یہ مرشد کامل ہی کی شان ہے کہ وہ تصور اسم اللہ ذات سے میدان دل کھول کر طالب اللہ کو دکھا دیتا ہے۔ ایسی فتوحات کی چابی کلمہ طیب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہے۔ اس کے بعد طالب اللہ اسم "اَللّٰہُ" اور اسم "مُحَمَّدٌ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے تصور میں لائے اور ان

دونوں اسمائے پاک پر نظر جمائے۔ اس کے بعد دریائے توحید میں غوطہ لگائے اور غلبات ذکر اللہ میں غرق ہو کر اس آیت کریمہ کے مطابق خود سے بے خود ہو جائے کہ:۔ ''اور اپنے رب کا ذکر کر اس شان سے کہ تجھے اپنی بھی خبر نہ رہے۔'' دونوں اسمائے مبارک یہ ہیں۔

# اَللّٰہُ　　مُحَمَّدٌ

جان لے کہ اساس معرفت، معراج محبت، ملاقات روحانی، قرب اللہ حضوری، مشاہدات اسرار ربانی، مراتب فقر فنافی اللہ بقاباللہ، ابتداوانتہائے توحید سجانی اور تصور، تفکر، تصرف، توجہ اور توکل کے تمام مراتب صاحب مشق تصور اسم اللہ ذات کو حاصل ہوتے ہیں کہ جب تفکر کی انگلی سے دل پر نقش اسم اللہ ذات کو بار بار لکھنے کی مشق کی جاتی ہے تو ذکر حضور و کلمات ربانی و الہام مذکور حضور کے ہر طرح کے علوم منکشف ہو جاتے ہیں، مثلاً "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا[1] " کا علم، " اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ

1:۔ ترجمہ = اور آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم سکھایا گیا۔

اَلْاَکْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ لا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۝ [۱] " وعلم " اَلرَّحْمٰنُ لا عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ طخَلَقَ الْاِنْسَانَ لا عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝ [۲] "وعلم " وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ [۳] " وعلم ' اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً [۴] " وعلم" وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلاً [۵] " وعلم "وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی [۶] " کا علم وغیرہ - یہ سب علوم اسم اللہ ذات سے کھل جاتے ہیں۔

علم بھی دو قسم کا ہے، ایک علم معاملہ ہے اور دوسرا علم مکاشفہ - علم مکاشفہ سے معرفت الٰہی منکشف ہوتی ہے۔ اور علم معاملہ؟ علم معاملہ علم مکاشفہ ہی میں آجاتا ہے کیونکہ مشق تصور اسم اللہ ذات سے تمام علوم کی کتب الاکتاب صاحب تصور کے سامنے کھل جاتی ہے اور ظاہر باطن کے تمام علوم کلمات حق کی صورت میں اس پر کھل جاتے ہیں۔

---

۱ :- ترجمہ= پڑھ اپنے رب کے نام سے کہ جس نے عالم خلق کو پیدا کیا، جس نے پیدا کیا انسان کو خون کی پھٹک سے، پڑھ! اور تیرا رب ہی سب سے زیادہ عزت والا ہے، وہ رب کہ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، اس نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

۲ :- ترجمہ= وہ رحمان ہے، جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان کرنا سکھایا

۳ :- ترجمہ= اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو صاحب عزت بنایا۔

۴ :- ترجمہ= بے شک میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

۵ :- ترجمہ= اور ذکر کرو اپنے رب کے نام کا اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو رہو۔

۶ :- ترجمہ= اور اس نے ذکر کیا اپنے رب کے نام کا اور نماز پڑھی۔

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:- ''محبوب! آپ فرمادیں کہ اگر سمندر کلمات ربانی لکھنے کے لئے سیاہی بن جائیں تو بے شک سمندر ختم ہو جائیں گے مگر کلمات ربانی ختم ہونے میں نہیں آئیں گے چاہے ہم ان جیسے مزید سمندر بھی ان کی مدد کو لے آئیں -''

مشق تصور اسم اللہ ذات کے علم سے نفس کو پاکیزگی، قلب کو صفائی اور روح و سرکو جلا حاصل ہوتی ہے- جو شخص اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اس کا قالب لباس قلب پہن لیتا ہے، قلب لباس روح پہن لیتا ہے اور روح لباس سر پہن لیتی ہے- جب قالب و قلب و روح و سر ایک ہو جاتے ہیں تو اس کے وجود سے صفات بد کا خاتمہ ہو جاتا ہے، ظاہری حواس خمسہ بند ہو جاتے ہیں اور حواس باطن کھل جاتے ہیں اور اس کے دل میں '' وَ نَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ [1] '' کا علم کھل جاتا ہے- جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کے وجود معظم میں روح اعظم داخل ہوئی تو سب سے پہلے اس نے کہا '' اَللّٰہُ '' کہ اسم '' اَللّٰہُ '' کہنے سے اللہ اور بندے کے درمیان سے قیامت تک کے تمام حجابات اٹھ جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود بندہ اسم '' اَللّٰہُ '' کی کنہہ تک نہیں پہنچ سکتا -

بیت:- '' تجھے جو کچھ بھی چاہیے اسم اللہ ذات سے حاصل کرلے- یہ اسم اللہ ذات ہی ہے جس نے آخر تک تیرا ساتھ نبھانا ہے-''

جو فقیر علم ظاہر سے دوستی نہیں رکھتا وہ باطن میں مجلس انبیا میں جگہ نہیں پاتا بلکہ مجلس انبیا سے خارج ہی رہتا ہے - اسی طرح جو عالم ظاہر باطن میں فقیر کامل سے

[1]:- ترجمہ = اور میں نے اس میں اپنی روح پھونکی-

معرفت الٰہی اور ذکر اللہ طلب نہیں کرتا وہ معرفت الٰہی سے محروم ہی رہتا ہے کیونکہ طلب الٰہی کے بغیر دل سے دنیا کی محبت نہیں جاتی اور نہ ہی تصور اسم اللہ ذات کے بغیر دل سے سیاہی و کدورت وزنگار اور خطرات شرک وکفر کی نجاست دور ہوتی ہے۔

بیت:۔ '' اپنے دل کو نجاست خطرات سے پاک کرلے تاکہ تجھے وحدت حق نصیب ہو۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:۔'' بے شک اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے اعمال کو، بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں پر رہتی ہے۔''

مشق تصور اسم اللہ ذات سے دل اس طرح زندہ ہوجاتا ہے جس طرح کہ باران رحمت سے خشک گھاس اور خشک زمین زندہ ہوجاتی ہے اور زمین سے سبزہ اگ آتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات کی کثرت سے وجود کے ہر ایک بال کی زبان پر " یَا اَللّٰہُ ، یَا اَللّٰہُ " کا ورد شروع ہوجاتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات صاحب تصور کے لئے زندگی بھر شیطان اور اس کے چیلوں کے شر سے محفوظ پناہ گاہ بن جاتا ہے۔ صاحب مشق تصور اسم اللہ ذات آتش دوزخ سے نجات پا جاتا ہے اور اس کی قبر اس کے لئے خلوت خانہ وخواب گاہ نوم العروس بن جاتی ہے، منکر نکیر اسے دیکھ کر آداب بجالاتے ہیں اور خاموش ہوکر حیرت سے اسے تکتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں:۔'' آفرین ہے تم پر، تمہارا آنا مبارک۔'' مشق تصور اسم اللہ ذات سے صاحب تصور کو جملہ سلک سلوک کا خلاصہ یعنی راہ فقر نصیب ہوتی ہے اور جملہ انبیا واولیا اللہ سے اس کی ہر وقت مجلس وملاقات رہتی ہے۔ بعض کو یہ جانتا ہے اور بعض کو نہیں جانتا،

جنہیں یہ جانتا ہے وہ اولیا اللہ ہیں جو ذکر جلالیت سے وجد میں آ کر پر جوش وشوریدہ حال رہتے ہیں اور جنہیں یہ نہیں جانتا وہ اللہ تعالیٰ کی قبا کے نیچے چھپے رہتے ہیں۔ حدیث قدسی میں فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔ ’’ بے شک میرے وہ دوست بھی ہیں جو میری قبا میں چھپے رہتے ہیں، انہیں میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔‘‘ صاحب مشق تصور اسم اللہ ذات سے آتش دوزخ ستر سال کی دوری پر رہتی ہے۔

جان لے کہ اسم ’’اَللّٰہُ ‘‘ چار حروف پر مشتمل ہے۔ یعنی ’’الف، ل، ل، ہ۔‘‘ پس چار ملک اس کی حاضرات میں پائے جاتے ہیں۔ اول ملک ازل، دوم ملک ابد، سوم ملک دنیا اور چہارم ملک عقبیٰ۔ جس شخص کا دل حرف الف کے نور سے روشن ہو جاتا ہے وہ صاف و شفاف ہو کر جام جہاں نما اور آئینہ سکندری بن جاتا ہے جس میں صاحب دل اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا دیکھتا ہے اور مقام احدیت پر پہنچ جاتا ہے۔ حرف ’’ل اول‘‘ سے مقام لاھوت اور ’’ل دوم‘‘ سے ملک لانہایت لامکان میں پہنچ جاتا ہے اور حرف ’’ہ‘‘ سے ملک ہدایت میں پہنچ کر صاحب ہدایت بن جاتا ہے۔ جو شخص ان مراتب تک نہیں پہنچا تو سمجھیے کہ اس پر اسم اللہ ذات کی تاثیر وارد نہیں ہوئی اور وہ ابھی اسم اللہ ذات کی حقیقت سے بے خبر ہے۔

جب اسم اللہ ذات طالب اللہ کے وجود میں تاثیر کرتا ہے تو اس پر رنگ معرفت چڑھتا ہے اور وہ مرتبہ کمال پر پہنچ جاتا ہے، اس کے وجود سے دوری مٹ جاتی ہے اور وہ اپنی مراد کو پا لیتا ہے۔ اب وہ چشم عیاں سے جب بھی دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اسے اپنے وجود کے ہر ایک بال پر اسم اللہ ذات کا نقش نظر آتا ہے اور اس کے گوشت، پوست، بالوں، ہڈیوں، رگوں اور مغز و دل کی زبان پر اسم اللہ ذات کا ورد

جاری ہو جاتا ہے اور اسے در و دیوار و بازار اور درختوں پر واضح طور پر اسم اللہ ذات لکھا ہوا نظر آتا ہے، وہ جدھر بھی نظر اٹھاتا ہے اسے اسم اللہ ذات لکھا نظر آتا ہے، وہ جو کچھ سنتا ہے یا بولتا ہے اسے اسم اللہ ذات ہی کی آواز سنائی دیتی ہے۔

صاحب تصور اسم اللہ ذات کو دیکھ کر آتش دوزخ ستر سال کے فاصلے سے بھاگ کھڑی ہوتی ہے اور جنت ستر سال کا فاصلہ طے کر کے اس کا استقبال کرتی ہے۔ مشق تصور اسم اللہ ذات کی چھ قسمیں ہیں یعنی اسم " اَللّٰہُ " کا تصور، اسم "لِلّٰہِ" کا تصور، اسم "لَہٗ" تصور، اسم "ھُوْ" کا تصور، اسم "مُحَمَّدٌ" کا تصور اور کلمہ طیب " لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کا تصور ۔ جب طالب اللہ ہر ایک اسم اللہ ذات، اسم "مُحَمَّدٌ" سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کلمہ طیبات کے تصور میں محو ہوتا ہے تو اس کا ہر گناہ نور اسم اللہ ذات کے لباس میں چھپ جاتا ہے۔

یہ تمامیت فقر کا وہ مرتبہ ہے کہ جسے "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ [1] "کا مرتبہ کہا جاتا ہے۔ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [2] " کے مرتبے کا جامع سروری قادری مرشد پہلے ہی روز طالب اللہ کو "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ" ○ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کے اس مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ اور صاحب "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" فقیر اسے کہتے ہیں جو جیتے جی مر کر مراتب موت سے گزر چکا ہو۔ مرتبہ موت کیا ہے اور مرتبہ حیات

1:۔ ترجمہ = فقر جب کامل ہوتا ہے اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔

2:۔ ترجمہ = مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

کیا ہے؟ مرتبہ موت جان کنی کی حالت سے گزر کر حساب عذاب وثواب اور پل صراط سے گزرنا، بہشت میں داخل ہونا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے حوض کوثر پر شرابا طہورا پینا، بارگاہ الٰہی میں پانچ سو سال تک رکوع میں اور پانچ سو سال تک سجدے میں رہنا اور بعد میں صف متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کھڑے ہوکر تمام روحانیوں کے ساتھ " لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کا ورد کرنا، چشم ظاہر سے دیدار و رویت رب العالمین سے مشرف ومعزز ہونا اور چشم دل سے ہر وقت دیدار ولقائے الٰہی میں محو رہنا ہے۔ مرشد جامع "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ " ○ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " کا یہ مرتبہ تصور اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبات " لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کی حاضرات سے کھول کر دکھا دیتا ہے۔ مرشد جامع سروری قادری ایسا ہی ہونا چاہیے اے عزیز!

ذاکرین کے وجود میں ذکر اس وقت تک جاری نہیں ہوتا جب تک کہ وہ کلید ذکر حاصل نہ کرلیں۔ کلید ذکر تصور اسم اللہ ذات ہے۔ تصور اسم اللہ ذات سے اتنا کثیر ذکر کھلتا ہے کہ جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ وجود کا ہر ایک بال علیحدہ علیحدہ ذکر اللہ کرتا ہے اور سر سے قدم تک وجود کے تمام اعضا مثلاً گوشت پوست، رگیں، ہڈیاں اور مغز وغیرہ سب پرجوش ذکر اللہ کرنے لگتے ہیں۔ یہی وہ مرتبہ صاحب تصور اسم اللہ ذات ہے کہ جس سے اس کے مغز و پوست (ظاہر باطن) میں اللہ ہی اللہ سما جاتا ہے۔

اور ہاں! ذکر اس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ یہ چار چیزیں حاصل نہ ہوجائیں۔ (۱) مشاہدہ غرق فنا فی اللہ، (۲) مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی

حضوری، (۳) غیر ما سوئی اللہ سے لاتعلقی اور (۴) مراتب بقا باللہ تک رسائی۔ ان چاروں کا تعلق ان اذکار سے ہے یعنی ذکر خفیہ کہ جس سے مرتبہ عین العیان نصیب ہوتا ہے، ذکر حامل کہ جس سے نفس فنا ہوتا ہے، ذکر سلطانی کہ جس سے فرحت روح نصیب ہوتی ہے، ذکر قربانی کہ جس سے حیات قلب نصیب ہوتی ہے، اور ذکر مجموع العلم رحمانی کہ جس کو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی آدمی ذکر اللہ میں محو ہو کر دیوانہ ہو جائے اور اپنی سدھ بدھ گنوا بیٹھے تو اس کے وجود کو چھو کر دیکھو، اگر اس کا وجود ذکر آتش ذکر سے انگارے کی طرح تپ رہا ہو تو سمجھو کہ وہ معرفت "اِلَّا اللّٰہُ" کے مشاہدے میں غرق ہے، اگر اس کا وجود پانی سے زیادہ سرد ہو اور ایسا لگے کہ گویا وہ ایک مردہ ہے تو سمجھو کہ وہ مجلس انبیا و اولیا اللہ میں ان سے ملاقات کر رہا ہے اور وہ اہل توحید ہے۔ اور اگر اس کا وجود نہ تو گرم ہو اور نہ ہی سرد اور وہ گریہ زاری اور آہ و فغاں میں مبتلا ہو تو وہ اہل تقلید ہے۔

جان لے کہ تصور اسم اللہ ذات سے قلب جب جنبش میں آتا ہے اور صاحب قلب اپنے دل پر اسم اللہ ذات کو واضح طور پر لکھا ہوا دیکھتا ہے تو اسم اللہ ذات کے ہر ایک حرف سے نور آفتاب کی طرح روشن نور کا شعلہ ابھرتا ہے جو اطراف دل کو منور کر دیتا ہے اور قلب سر سے قدم تک تجلیات نور ذات سے جگمگا اٹھتا ہے اور زبان قلب پر یَـا اَللّٰـہُ ، یَـا اَللّٰـہُ ، "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰـہِ" کا ورد جاری ہو جاتا ہے۔ قلب جتنی بار بھی اسم اللہ ذات کے ساتھ کلمہ طیب کا ذکر کرتا ہے اسے ہر بار ستر ہزار ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ بے حد و بے شمار ثواب ملتا ہے۔ ایسا صاحب قلب ذاکر جب آنکھیں بند کرتا ہے اور تصور اسم اللہ ذات کے

مراقبے میں غرق ہو کر دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تجلیات نور ذات اور حضوری ربوبیت کے مشاہدہ میں غرق ہوتا ہے تو بحکم الٰہی نور عصمت اسم اللہ ذات وکلمہ طیبات " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی برکت سے اس کے اسی (80) سال کے گناہ کراما کاتبین کے دفاتر سے مٹا دیے جاتے ہیں کہ یہ ایک بے ریا و پوشیدہ عمل ہے جو نگاہ حق تعالیٰ میں ہمیشہ منظور و مقبول ہے کہ نگاہ حق تعالیٰ ہمیشہ دل پر رہتی ہے۔

الغرض! جب صاحب تصور آنکھیں بند کرتا ہے اور خاص ترتیب کے ساتھ تصور اسم اللہ ذات و تصور کلمہ طیبات کے مراقبے میں غرق ہوتا ہے تو گویا وہ تصور اسم اللہ ذات کی تلوار ہاتھ میں لے کر زندگی بھر کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں اور نفس و شیطان و جملہ دار حرب جو روئے زمین پر موجود ہیں کے جملہ خناس و خرطوم و خطرات کو قتل کرتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:- " گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔"

ایسے ذاکر مدام، تفکر تمام اور مراقبہ حضور کو مجموع الحسنات کہتے ہیں۔ اور یہ اس آیت کریمہ کے عین مطابق ہے کہ فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:- " بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اور یہ بات ذاکرین کے حق میں بے حد مفید ہے۔"

جان لے کہ جب ذاکر خفیہ آنکھیں بند کرتا ہے اور مراقبہ میں غرق ہو کر دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور مد کھینچ کر بلند آواز سے کہتا ہے:- " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اور اس نعمت عظمیٰ کو پالیتا ہے تو وہ ذاکر حافظ رحمانی ہو جاتا ہے لیکن جو بدبخت اس نعمت سے محروم رہ جاتا ہے وہ سیاہ دل ہو کر خطرات شیطانی میں گھر

جاتا ہے۔انسان اور حیوان میں تمیز کرنے والی چیز یہی قلب ہی تو ہے، اگر کسی کے پاس ذکر اللہ سے پر قلب سلیم ہے تو وہ روشن ضمیر انسان ہے ورنہ حیوان ہے۔انسان اسے کہتے ہیں جو بظاہر صاحب عبودیت ہو لیکن بباطن دل میں معرفت الٰہی اور نور حضور کے مشاہدہ میں غرق صاحب ربوبیت ہو کہ یہی دو چیزیں انسان کے لئے بمنزلہ بال و پر ہیں۔جان لے کہ ہر وہ سلک سلوک جس کا تعلق اعمال ظاہر سے ہے چراغ کی مثل ہے لیکن سلک سلوک حاضرات اسم اللہ ذات آفتاب کی مثل ہے۔جب نور توحید کا یہ آفتاب طلوع ہو کر تجلی ریز اور شعلہ زن ہوتا ہے تو قلب اس کے نور سے روشن ہو جاتا ہے۔جب اسم اللہ ذات کی روشنی لوح ضمیر پر پڑتی ہے تو صاحب لوح ضمیر صاحب معرفت الٰہی ہو کر جملہ علم علوم حی قیوم کا حافظ ہو جاتا ہے اور معرفت توحید کے تمام مقامات اور لوح محفوظ پر درج شدہ تمام علوم اس پر منکشف ہو جاتے ہیں اور وہ انہیں سمجھ لیتا ہے کیونکہ حضوری مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی برکت سے اس کی لوح ضمیر صاف و شفاف ہو کر آئینہ سکندری کی طرح روئے نما ہو جاتی ہے اور لوح محفوظ پر درج شدہ ہر علم و ہر حقیقت لوح ضمیر میں آجاتی ہے اور وہ لوح محفوظ اور لوح ضمیر پر درج شدہ کلام الٰہی کا موازنہ کرتا ہے اور جب انہیں درست پاتا ہے اور ہر ہر حرف کو عظمت و کرم و شرف کا حامل پاتا ہے تو تحقیق کر لیتا ہے کہ یہ نگاہ حق تعالیٰ میں منظور و مقبول ہے کہ نظر خدائے تعالیٰ عرش و کرسی و لوح محفوظ پر نہیں بلکہ لوح ضمیر پر رہتی ہے، اس شخص کی لوح ضمیر پر کہ جو اپنے نفس پر امیر ہو اور ہمیشہ طاعت و بندگی میں مشغول رہتا ہو کہ زندگی بے بندگی شرمندگی ہے۔

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:-'' اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو

نگرانی عبادت کے لئے۔''

جو دل ذکر اللہ میں جنبش کرتا ہے اور مشاہدہ نور حضور میں غرق رہتا ہے اس پر معرفت الٰہی کھل جاتی ہے۔ ایسا دل خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتا ہے یا عرش اکبر کے گرد طواف کرتا ہے یا عرش اکبر کعبہ دل کے گرد طواف کرتا ہے اور یہ اس آیت کریمہ کے عین مطابق ہے کہ فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔'' (یہ قرآن) اتارا ہوا ہے اس کا جس نے پیدا کیا زمین کو اور اونچے آسمانوں کو، وہ بڑا مہربان ہے، اس نے عرش پر استویٰ فرما رکھا ہے، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور جو کچھ اس گیلی مٹی کے نیچے ہے۔ اور اگر تو بات کو پکار کر کہے تو وہ تو بھید کو بھی جانتا ہے جو اس سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ اللہ وہ ہے کہ جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، اسی کے ہیں سب اچھے نام۔''

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ میں سے جس نام پاک کے ذکر و تصور کو بھی اپنے تصرف میں لے آتا ہے، اس کی تاثیر اس کے دل سے سیاہی و کدورت و زنگار کو دور کر دیتی ہے۔ ایسا بے زنگار اور نور ذکر اللہ سے بھرپور دل ہی نور معرفت الٰہی سے روشن ہو کر نگاہ پروردگار کے لائق بنتا ہے اور ایسا ہی روشن ضمیر آدمی ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ [1]'' کے مرتبے کا فقیر ہوتا ہے جو ہر وقت الہام و جواب باصواب سے نوازا جاتا ہے لیکن اس مقام پر بھی مغرور نہ ہو جانا اے طالب خام کہ یہ بھی ابتدائی مرتبہ ہے۔ جان لے کہ دل ایک خانہ نور ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے مد نظر

[1]:۔ ترجمہ = فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔

رہتا ہے- دل کے اس خانہ نور میں سات خزائن الٰہی پائے جاتے ہیں- اول خزانہ ایمان ہے، دوم خزانہ علم ہے، سوم خزانہ تصدیق ہے، چہارم خزانہ توفیق ہے، پنجم خزانہ محبت ہے، ششم خزانہ فقر ہے اور ہفتم خزانہ معرفت توحید الٰہی ہے- ان خزائن کی حفاظت کے لئے خانہ دل کے ارد گرد سات قلعے ہیں جن میں ہر وقت ستر ہزار غالب الامر لشکران نور الٰہی موجود رہتے ہیں- اطراف دل میں ان سات قلعوں کو سات دن کے اندر آراستہ کر لیا جائے تو انسان موت وحیات کی ہر حالت میں وسوسہ و وہمات وخطرات ہوائے نفسانی اور حادثات دنیائے فانی سے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے- یہ مرتبہ اس اہل مشاہدہ اور اہل حضور درویش کو حاصل ہوتا ہے جسے فنا فی اللہ بقا باللہ عارف فقیر بھی کہتے ہیں - یہ سات قلعے سات تصور ہیں- جنہیں ایک ہفتہ تک کیا جاتا ہے- پہلا قلعہ تصور اسم "اَللّٰہ" ہے، دوسرا قلعہ تصور اسم "لِلّٰہ" ہے، تیسرا قلعہ تصور اسم "لَہٗ" ہے چوتھا قلعہ تصور اسم "ھو" ہے، پانچواں قلعہ تصور اسم "مُحَمَّدْ" ہے، چھٹا قلعہ تصور اسم "فَقْرْ" ہے اور ساتواں قلعہ تصور کلمہ طیب "لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہے-

جب سالک تصور اسم "اَللّٰہ" میں مشغول ہوتا ہے تو اس کے قلب وقالب کے ساتوں اندام نور توحید الٰہی کا لباس پہن لیتے ہیں اور سالک دریائے توحید میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ موت وحیات کی کسی بھی حالت میں دریائے توحید سے باہر نہیں آتا اور حضوری و معیت حق تعالیٰ میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام رہتا ہے، ہمیشہ مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر رہتا ہے، یہ دونوں مراتب اس کے مدنظر رہتے ہیں اور کوئی چیز بھی اس کی نگاہ سے مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی-

اسم ''اَللّٰہ'' یہ ہے۔

# اَللّٰہُ

جب سالک اسم ''لِلّٰہ'' کا تصور کرتا ہے تو اسے حسن و سرود اچھے نہیں لگتے چاہے وہ حسن یوسف اور لحن داؤد علیہما السلام ہی کیوں نہ ہو۔ بھلا جو شخص آواز الست سن کر مست ہو چکا ہو اور تجلیات انوار دیدار پروردگار کا حسن دیکھ چکا ہو اسے آواز و حسن مخلوق سے کیا کام؟ وہ تو ایک ہی کو جانتا ہے، ایک ہی سے واسطہ رکھتا ہے اور ہمیشہ توحید میں غرق رہتا ہے۔ اسم للہ یہ ہے۔

# لِلّٰہِ

جب سالک اسم ''لَہٗ'' کا تصور کرتا ہے تو چونکہ یہ اسم حضور جہان بھر کے لیے مشکل کشا اور باطن صفا ہے اس لئے اپنے پڑھنے والے کو معرفت توحید تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کو پڑھنے والا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے مدنظر رہتا ہے۔ وہ دونوں جہان سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور نفس و شیطان کو قتل کر دیتا ہے۔ تصور اسم ''لَہٗ'' کی تاثیر سے نفس قلب میں ڈھل جاتا ہے، قلب روح میں ڈھل جاتا ہے اور روح سر میں ڈھل جاتی ہے۔ اور یوں یہ چاروں ایک دوسرے میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح اس مراقبہ

سے صاحب تصور کو مرتبہ فنا فی اللہ حاصل ہو جاتا ہے۔اسم "لَہٗ" یہ ہے۔

# لَہٗ

جب سالک اسم "ھُـوْ" کا تصور کرتا ہے تو علم دعوت اسے مقام حضور میں پہنچا دیتا ہے جہاں وہ معیت حق تعالیٰ میں آیات قرآن کی بار بار تلاوت کرتا ہے۔یہ مرتبہ ہے اس عامل دعوت حافظ ربانی کا جس کا قلب زندہ، نفس مردہ اور روح باعیاں اہل فرحت ہو۔جو شخص اس طرح کی دعوت پڑھ سکتا ہے وہ عامل دعوت قبور اور کامل اہل حضور ہے۔انتہائی دعوت یہی دعوت ہے۔یہ مرتبہ ہے جو ہر شناس و جمعیت بخش جامع فقراً کا۔ اسم "ھُوْ" یہ ہے۔

# ھُوْ

جب سالک اسم "مُـحَـمَّـدْ" کا تصور کرتا ہے تو لا یحتاج ہو جاتا ہے اور ہر بات میں نور محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے زبان کھولتا ہے۔تصور اسم محمد جس پر تاثیر کرتا ہے وہ روشن ضمیر و صاحب قلب سلیم ہو کر صراط مستقیم پر قائم ہو جاتا ہے، اسے عظمت عظیم حاصل ہو جاتی ہے، وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم دم و ہم قدم و ہم جان و ہم زبان و ہم کلام و ہم شنوا و ہم نظر ہو جاتا ہے اور ہمیشہ لباس شریعت میں ملبوس



WWW.ALFAQR.NET

رہتا ہے۔ صاحب تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو دم مارتا ہے اور نہ ہی شور وغوغا کرتا ہے کہ وہ " اَلنِّھَایَۃُ ھُوَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ [1] " کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ اسم محمد

کے حرف ''م'' کے تصور سے معرفت الٰہی کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے، حرف ''ح'' کے تصور سے مقام حضوری حاصل ہوتا ہے، حرف ''م دوم'' کے تصور سے تماشائے کونین منکشف ہوتا ہے اور حرف ''د'' کے تصور سے شروع ہی میں جملہ مقصود حاصل ہو جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے چاروں حروف ننگی تلوار اور قاتل کفار و یہود ہیں۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے۔

# مُحَمَّدٌ

جب سالک اسم " فَقْر " کا تصور کرتا ہے تو لایحتاج ہو جاتا ہے اور اسے دنیا و آخرت کے تمام خزائن پر تصرف حاصل ہو جاتا ہے، وہ جس کام کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ کام ہو جاتا ہے۔ یہ تصور اسے سلطان الفقر کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ اسے جمعیت کل و جز حاصل ہو جاتی ہے اور اسے مرتبہ فنا فی اللہ بقا باللہ حاصل ہو جاتا ہے، اس آیت کریمہ کے مطابق کہ " وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا [2] " اسم " فَقْر " یہ ہے۔

---

[1] :۔ ترجمہ = انتہا ابتدا کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے۔

[2] :۔ ترجمہ = میرا کارساز صرف اللہ ہی کافی ہے۔

WWW.ALFAQR.NET

# فقر

اور جب سالک کلمہ طیب کے تصور میں مشغول ہوتا ہے تو اس پر جملہ علوم منکشف ہو جاتے ہیں، قرآن مجید سے اسم اعظم کو پالیتا ہے، جملہ انبیا و اولیا اللہ کی ارواح اس سے ملاقات کرتی ہیں، حقیقت ماضی حال و مستقبل اسے معلوم ہو جاتی ہے، پہاڑ سے سنگ پارس حاصل کرلیتا ہے، تمام جن و انسان اور فرشتے اس کے فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔ اگر صاحب تصور کلمہ طیب کا گزر زمین پر سے ہو تو گھاس پھونس اور درخت اس سے ہم کلام ہوتے ہیں کہ ان میں ہم کلامی کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر وہ مٹی یا پہاڑ پر توجہ کردے اور چاہے کہ یہ سونا بن جائیں تو وہ فوراً سونا بن جاتے ہیں۔ اگر وہ چاہے کہ آگ یا پانی پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسا ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کافر پر توجہ کردے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ اگر جاہل پر توجہ کردے تو وہ عالم بن جاتا ہے اور اگر وہ کسی مریض پر توجہ کردے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے۔ غرض وہ جو چاہتا ہے حاصل کرلیتا ہے کہ تمام چیزوں کے حصول کی چابی یہی کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہے۔

ذاکر قلبی وہ ہے جو اندرون قلب ولایت کے سات قلعوں میں داخل ہو کر وہاں کے سات خزائن الٰہی کو رنج و ریاضت کے بغیر اپنے تصرف میں لے آئے۔ ایسے ذاکر کو صاحب ولایت قلب کا نام دیا جاتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:- '' ایمان کا مقام خوف و امید کے درمیان ہے۔''

پس مقامات تین ہیں۔(۱) مقام خوف نفس۔ جو شخص مقام خوف میں داخل ہو جاتا ہے وہ گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور پڑھتا ہے'' رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا '' (ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا) ۔ (۲) مقام رجا، جب کوئی مقام رجا میں آ جاتا ہے تو طاعت و بندگی کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور اس کی روح کو حلاوت نصیب ہو جاتی ہے کہ مقام رجا روز ازل ہی سے روح کا مقام ہے۔(۳) مقام قلب، یہ مقام نفس و روح کے درمیان ہے۔ جب کوئی اس طرف متوجہ ہو کر مقام قلب میں غرق ہو جاتا ہے تو اس کا قالب قلب میں ڈھل جاتا ہے، اس کے ہفت اندام لباس نور میں ملبوس ہو جاتے ہیں، مقامات خوف و رجا اس کے مدنظر آ جاتے ہیں اور وہ مراتب اولیا اللہ پر پہنچ جاتا ہے۔

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:- '' خبردار! بے شک اولیا اللہ نہ تو خوف زدہ ہوتے ہیں اور نہ ہی غمگین۔''

ولی اللہ اسے کہتے ہیں جو رحمت الٰہی میں لپٹا ہوا صاحب ایمان و صدق، صاحب تصدیق و یقین اور '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کا ذاکر ہو کہ یہ تمام چیزیں ایمان و رحمت کی بنیاد ہیں جو کسی اہل ایمان ہی کو نصیب ہوتی ہیں اور انہی سے ہی بندے کی عاقبت سنورتی ہے اور خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ جو شخص دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت ہوا وہ گویا سینکڑوں خزانے سمیٹ لے گیا اور جو بے ایمان ہو کر گیا وہ گویا مفلسی کی موت مرا۔

جان لے کہ ذکر چار ہیں، (۱) ذکر زبان، (۲) ذکر قلب، (۳) ذکر روح اور (۴) ذکر سر۔ ذکر زبان سے صاحب ذکر کی زبان تلوار بن جاتی ہے۔ ذکر قلب سے صاحب ذکر کے دل میں محبت الٰہی کا ایسا داغ لگتا ہے کہ وہ ذکر اللہ کے علاوہ اور کسی چیز سے انس والفت ومحبت نہیں رکھتا۔ اس کا دل ذکر اللہ سے زندہ ہو کر صاحب تصدیق ہو جاتا ہے اور پھر حیات وموت کی کسی بھی حالت میں نہیں مرتا۔ ذکر روح سے صاحب ذکر ہر وقت انبیا واولیا اللہ کی ارواح کا ہم مجلس رہتا ہے اور اسے مجلس اہل نفس ہرگز پسند نہیں آتی۔ ذکر سر سے صاحب ذکر ظاہر باطن میں ہر وقت تجلیات کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔ جو باران رحمت کی طرح چارسو برستی رہتی ہیں۔ جب یہ چاروں ذکر کسی پر اکٹھے کھلتے ہیں تو وہ عارف باللہ خاکسار فقیر بن جاتا ہے۔

جان لے کہ جب صاحب تصور حروف اسم اللہ ذات کے تصور میں غرق ہوتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ ہر حرف اسم اللہ ذات ساتوں طبقات زمین، تمام افلاک اور عرش وکرسی ولوح وقلم بلکہ دونوں جہان سے وسیع تر ہے۔ پس جب کوئی اس وسیع مقام میں آجاتا ہے تو وہ صاحب معرفت مطلق توحید فنا فی اللہ بقا باللہ اور صاحب تجرید و تفرید[۱] ہو جاتا ہے۔ جو کوئی حروف اسم اللہ ذات میں سے کسی ایک حرف کا بھی محرم

---

[۱]:۔ تجرید وتفرید = تجرید یہ ہے کہ سالک ہر ایک مقام سے نکل کر تنہا ہو جائے اور نفس وشیطان سے خلاصی پا جائے، مقام حضور ہر وقت اس کے سامنے رہے اور وہ منظور الٰہی ہو کر نفس مطمئنہ حاصل کرلے۔ یہ مقام شیطان کی پہنچ سے باہر ہے۔ تفرید یہ ہے کہ سالک فرد ہو جائے۔ بظاہر ہر وقت لوگوں میں گھلا ملا رہے لیکن بباطن فردیت وربوبیت میں غرق رہے۔ تجرید میں اغیار کی نفی ہے اور تفرید میں اپنے نفس کی نفی ہوتی ہے۔

ہو جاتا ہے وہ اہل ذات ہو جاتا ہے اور اس کا وجود مطلق پاک ہو جاتا ہے۔ پس جو کوئی حروف اسم اللہ ذات کے تصور میں محو رہتا ہے وہ پاک رہتا ہے، اسے قیامت کے دن محاسبے سے کیا خطرہ؟

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔'' خبردار! بے شک اولیا اللہ خوف و غم سے آزاد کر دیے گئے ہیں۔

جو کوئی معرفت حروف اسم اللہ ذات کا محرم ہو جاتا ہے اس پر دنیا و آخرت کی ہر چیز منکشف ہو جاتی ہے، وہ ایک معروف عارف بن جاتا ہے۔ بظاہر خواہ وہ خلق میں حقیر و خوار نظر آتا ہو لیکن بباطن وہ ہوشیار ہوتا ہے اور تمام اہل ارواح انبیا و اولیا اور تمام اہل بہشت اس کے مشتاق ہوتے ہیں۔ ایسے عارف کو عارف باللہ ذات حروف کہا جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عارف باللہ اٹھتے بیٹھتے جو کام بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی اجازت سے کرتا ہے۔ اس کا دین و دنیا کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ:۔'' حکیم کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔'' اس کی ہر حالت، ہر بات، ہر عمل اور ہر فعل معرفت الٰہی سے لبریز ہوتا ہے کیونکہ اس کی بنیاد تصور اسم اللہ ذات پر قائم ہوتی ہے، اس کے ہر کام کی بنیاد مطلق وصل پر قائم ہوتی ہے اس لئے بظاہر اس کے کام خواہ خلق خدا کی نظر میں گناہ کے کام ہی کیوں نہ ہوں خالق کے نزدیک عین ثواب و راستی کے کام ہوتے ہیں جیسا کہ ایک مجلس میں موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام بظاہر ایک دوسرے سے اختلاف کرتے نظر آتے ہیں، چنانچہ سورۃ کہف میں درج ہے کہ کشتی کو توڑ کر غرق کر دیا گیا، ٹوٹی پھوٹی دیوار کو درست کر دیا گیا اور بچے کو قتل کر دیا گیا۔ (اور موسیٰ علیہ السلام

کے اعتراض پر خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ) اب میں اور آپ اکٹھے نہیں چل سکتے۔

جان لے کہ خلق خدا کی کوئی چیز بھی علم آیات قرآن سے باہر نہیں خواہ اس کا تعلق بحر و بر سے ہو یا خشکی وتری سے۔ جان لے کہ بعض بزرگ بارہ سال یا چالیس سال تک ریاضت کرتے کرتے لوح محفوظ کا مطالعہ کرنے کے قابل ہو گئے، عرش پر پہنچ گئے اور پھر عرش سے بھی آگے ہزاراں ہزار مقامات کی طیر سیر کر گزرے، مقامات غوثیت وقطبیت پر فائز ہو گئے، طالب مرید بنا لئے، صاحب عز وجاہ ہو کر نام وناموس کما گئے، صاحب کشف و کرامات ہو کر جنونیات و موکلات کو اپنے زیر فرمان کر گئے اور اسی کو ہی معرفت الٰہی سمجھ بیٹھے۔ بعض بزرگ ذکر قلب میں مشغول ہوئے اور اس کے نتیجے میں صاحب الہام ہو گئے اور لوح ضمیر کا مطالعہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسی کو ہی معرفت توحید کی انتہا سمجھ بیٹھے۔ بعض بزرگ ذکر روح میں مشغول ہوئے اور دماغ سر میں انوار وتجلیات روح کے مشاہدہ میں غرق ہو گئے اور اسی کو معرفت توحید الٰہی سمجھ بیٹھے۔ یہ تمام مراتب مخلوق ہیں جن کا تعلق درجات سے ہے اور اہل درجات اہل تقلید ہیں جو فقر محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بعید اور معرفت توحید الٰہی سے بہت دور ہیں۔ الغرض ان میں سے نہ کسی نے اللہ تعالیٰ کی ابتدا کو دیکھا اور نہ ہی کوئی اس کی انتہا کو پہنچا۔ سو معرفت کیا چیز ہے؟ توحید کسے کہتے ہیں اور مشاہدہ قرب حضوری کیا چیز ہے؟

سن! مسلک سلوک معرفت توحید الٰہی اور مشاہدہ قرب حضوری یہ ہے کہ جب طالب اللہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبات ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کا تصور کرتا ہے تو اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبات کے ہر ایک حرف سے تجلی نور پیدا ہوتی ہے

جو طالب اللہ کو لامکان میں مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں پہنچا دیتی ہے کہ لامکان ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدنظر رہتا ہے جہاں دریائے وحدانیت میں گوناں گوں قسم کی موجیں "وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ" کے نعرے بلند کرتی رہتی ہیں۔ جو شخص دریائے توحید کے کنارے پر پہنچ کر نورِ الٰہی کا مشاہدہ کر لیتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پکڑ کر اپنے دستِ مبارک سے دریائے وحدت میں غوطہ دے دیتے ہیں وہ غواصِ توحید ہو جاتے ہیں اور مرتبہ فنا فی اللہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ دریائے توحید میں غوطہ زن ہونے سے بعض طالب تو سالک مجذوب ہو جاتے ہیں اور بعض مجذوب سالک اہلِ توحید ذات ہو جاتے ہیں۔ اہلِ درجات مراتبِ ذات سے محجوب رہتے ہیں۔ جو شخص لامکان میں پہنچ کر دریائے توحید کے نور کا مشاہدہ کر لیتا ہے، اس کو بیان نہیں کر سکتا کہ لامکان غیر مخلوق ہے اور اس کی مثال نہیں دی جا سکتی کیونکہ وہاں نہ تو دنیائے گندگی کی بو کا گزر ہے اور نہ ہی ہوائے نفس کی گنجائش ہے، وہاں تو ہر وقت استغراقِ بندگی ہے۔ لامکان میں شیطان کے داخلے کا امکان ہی نہیں ہے۔ الغرض لامکان کے اندر فرمانِ الٰہی:۔ " فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ [1] " کے مصداق تو جدھر بھی دیکھے گا تجھے نورِ توحید ہی نظر آئے گا۔ معرفتِ توحید اور قربِ حضور کے یہ مراتب صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت اور شریعت وکلمہ طیب " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ توحیدِ لامکان کی یہ راہ تحقیق کی راہ ہے، جو اس میں شک کرے وہ زندیق ہے۔

---

[1]:۔ ترجمہ = پس تو جدھر بھی دیکھے گا تجھے اللہ کا چہرہ ہی نظر آئے گا۔

اے عزیز! جب تک طالب کے وجود کا برتن چار قسم کے ذکر، چار قسم کے مراقبے اور چار قسم کے فکر سے پک کر پختہ نہیں ہو جاتا وہ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری کے لائق نہیں ہوتا۔ پہلا ذکر ذکرِ زوال ہے، جس کے شروع کرتے ہی ادنیٰ واعلیٰ ہر قسم کی مخلوق ذاکر کی طرف رجوع کرتی ہے اور بے حد و بے شمار لوگ اس کے طالب و مرید بنتے ہیں۔ جب یہ ذکر اختتام کو پہنچتا ہے تو تمام طالب و مرید اس سے برگشتہ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری اس ذکر فکر سے ہزار بار توبہ ہے۔ صرف وہ طالب مرید ارادت میں برقرار رہتا ہے جو انتہا پر پہنچ کر معرفتِ الٰہی حاصل کر چکا ہو۔ دوسرا ذکر ذکرِ کمال ہے جس کے شروع کرتے ہی فرشتے ذاکر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ فرشتوں کے لشکر اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور کراماً کاتبین اسے نیک و بد سے آگاہ کر کے گناہوں سے باز رکھتے ہیں۔ جب یہ ذکر ختم ہوتا ہے تو تیسرے ذکر ذکرِ وصال کی باری آجاتی ہے جس کے شروع کرتے ہی ذاکر کو باطن میں مجلسِ انبیا و اولیا اللہ کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ جب یہ ذکر ختم ہو جاتا ہے تو چوتھے ذکر ذکرِ احوال کا آغاز ہو جاتا ہے۔ ذکرِ احوال شروع کرتے ہی ذاکر کو نورِ تجلیات کا مشاہدہ اور مرتبہ فنافی اللہ بقا باللہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جب طالب ان چاروں اذکار سے گزر جاتا ہے تو مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری کے لائق ہو جاتا ہے۔

جان لے کہ جس شخص پر مرشد کی تعلیم و تلقین و ارشاد کا اثر نہ ہو رہا ہو اور اس کا دل ذکر اللہ میں مشغول نہ ہو رہا ہو اور اس کے دل میں اسم اللہ ذات سکون و قرار نہ پکڑ رہا ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ وہ مشق وجودیہ کو اپنے لئے لازم کر لے یعنی چشمِ تصور و تفکر

سے اپنی پیشانی پر، زبان پر، دونوں کانوں پر، دونوں آنکھوں پر اور دل پر اسم ''اَللّٰہُ'' اور سینہ پر اسم ''مُحَمَّدْ'' لکھنے کی مشق کرے۔ اسی طرح دونوں ہتھیلیوں پر، ناف پر، ناف کے دائیں بائیں اور پس و پیش پر اور دونوں پہلوؤں پر اسم ''اَللّٰہُ'' اور سر و دماغ کی چوٹی پر اسم ''ھُوْ'' لکھنے کی مشق کرے کیونکہ اس طرح جب وجود پر تصور سے اسم اللہ ذات لکھنے کی مشق کی جاتی ہے تو صاحبِ تصور کا وجود نور ہو جاتا ہے اور اس پر اسمائے اللہ ذات غالب آ جاتے ہیں اور اس کے سارے وجود میں اسم اللہ ذات کی تاثیر جاری و ساری ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ کسی بھی حالت میں اس کا ایمان اس سے جدا نہ ہو بلکہ ہمیشہ روشن و تاباں تر رہے اور کبھی بھی سلب نہ ہو اور اسے دائم معرفتِ الٰہی حاصل رہے تو اسے چاہیے کہ ہمیشہ تصور اسم اللہ ذات میں غرق رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ تصور اسم اللہ ذات میں غرق رہا کرتے تھے۔

اگر کسی کے وجود میں اسم اللہ ذات سکون و قرار نہیں پکڑتا تو اسے چاہیے کہ وہ رات دن تفکر سے دل و سینہ و دماغ و چشم پر اسم اللہ ذات لکھے۔ چند روز اس طرح کرنے سے اسم اللہ ذات اس کے ساتوں اندام پر غالب و قابض ہو جائے گا اور اس پر سر سے قدم تک تجلیات ذات برسائے گا، اس کے وجود میں اسم اللہ ذات سکون و قرار پکڑ لے گا اور پھر اس سے جدا نہ ہوگا، اسے مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری سے مشرف کر دے گا اور اس کے جملہ مقاصد پورے کر دے گا، البتہ اسے چاہیے کہ وہ یقینِ صادق سے کام لے تاکہ مقصودِ کلی کو حاصل کر سکے۔ جو شخص تصور سے سر و دماغ پر اسم اللہ ذات لکھنے کی مشق کرے گا تو سر سے قدم تک اس کے ساتوں اندام و قلب و قالب اور تمام جسم تجلی نور بن جائے گا، اس کا باطن معمور ہو جائے گا اور

وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر رہے گا۔ وہ جو کچھ بھی دیکھے گا کلمہ طیب اور قدرت الٰہی کے نور سے دیکھے گا اور اسے ہمیشہ آگاہی حضور حاصل رہے گی۔ آگاہی حضور یہ ہے کہ اس پر "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا [1]" کا علم کھل جائے گا۔ جو کوئی قرب الٰہی کی ایسی توجہ حاصل کر لیتا ہے اس کی توجہ قیامت تک نہیں رکتی۔ سرودماغ پر اسم اللہ ذات لکھنے کا نقشہ یہ ہے۔

نقل ہے کہ درویش پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔(۱) صاحب کشف القلوب جو ہر دل کی خبر رکھتے ہیں۔(۲) صاحب کشف القبور جو دونوں جہان کی خبر رکھتے ہیں۔(۳) اوتاد۔(۴) قطب جو ہر سات زمین و سات آسمان کی خبر رکھتے ہیں۔(۵) غوث جو عرش اور عرش سے بالا ستر ہزار حجابات کی خبر رکھتے ہیں۔ چھ اوتاد کے برابر ایک

[1]:۔ ترجمہ = اور آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم سکھا دیا گیا۔

قطب کا مرتبہ ہوتا ہے اور چھ قطب کے برابر ایک غوث کا مرتبہ ہوتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ہر رات غوث کے تین سو ساٹھ ہزار جسم پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ ہر جسم کے ساتھ سجدہ کرتا ہے۔ قطب نصف پیر ہوتا ہے جبکہ غوث پورا پیر ہوتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا آدمی پیری کا دعویٰ کرتا ہے تو روزِ قیامت شرمسار ہوگا۔

اگر کسی کا نفس سرکش ہو کر ہوا و ہوس میں مبتلا ہو گیا ہو اور اس نے ابلیس کی موافقت اختیار کر لی ہو یا اگر کوئی مفلس ہو گیا ہو اور اس کا دل نہ تو ظاہر میں غنی رہا ہو اور نہ ہی باطن میں اسے حضور علیہ الصلوٰۃ کی مجلس کی حضوری نصیب ہو سکی ہو اور فقر و فاقہ سے تنگ آ کر اس نے گداگری شروع کر دی ہو اور فقر اضطراری اختیار کر لیا جو سراسر فقر مکب [1] ہے، یا اگر کوئی طالب شکستہ دل ہو جائے اور فقیر کامل و مرشد مکمل سے جا کر کہے کہ تو واصل باللہ مرشد نہیں ہے، تجھ سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا، یا اگر کوئی ہمیشہ بیمار رہتا ہو اور بیماری کی شدت سے بے قرار رہتا ہو، نیند بالکل نہ آتی ہو، ہر وقت بیدار رہتا ہو اور جو طبیب و حکیم اس کی نبض دیکھتا ہو کہتا ہو کہ یہ لا دوا مریض ہے، یہ ہرگز تندرست نہیں ہو سکتا، یا اگر کوئی دعوت پڑھتے ہوئے رجعت کھا کر دیوانہ ہو گیا ہو اور مردہ و افسردہ دکھائی دیتا ہو، یا اگر کسی فقیر پر راہ سلک سلوک بند ہو گئی ہو اور وہ مقام علیین سے گر کر مقام سجیین میں آ گیا ہو، یا اگر کوئی شخص کسی کی دشمنی میں گرفتار ہو کر اخلاص کھو چکا ہو اور دوسری کوئی سبیل نہ نکل رہی ہو، یا اگر کسی طالب کا مرشد اس سے ناراض ہو گیا ہو اور اس کا روشن ضمیر دل مردہ ہو گیا ہو، نقد وقت حال ہار کر بے حال

[1]:۔ فقر مکب = منہ کے بل گرانے والا فقر۔

ہو گیا ہو، معرفت الٰہی سے محروم ہو گیا ہو اور دیوانہ ہو کر زوال پذیر ہو گیا ہو، یا کسی کی دعوت رواں نہ ہو رہی ہو اور وہ حالت قبض وبسط اور سکر وصحو سے نہ نکل رہا ہو- یا کوئی خواب یا مراقبہ میں کفار اور مجلس اہل بدعت دیکھتا ہو، یا کسی کو ہر وقت نیند آئی رہتی ہو اور وہ بیداری و زندہ دلی کھو چکا ہو، یا اگر کوئی فسق وفجور، ظلم وستم اور شراب نوشی سے نجات نہ پا رہا ہو تو ان سب امراض کا علاج حاضرات تصور اسم اللہ ذات اور حاضرات تصور کلمہ طیبات ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' ہے، طریق تحقیق سے ہر ایک معاملہ کو اسم اللہ ذات کی برکت سے اور دعوت اہل قبور سے سمجھا بھی جا سکتا ہے اور اس کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے- جو کوئی اس طریق کو سمجھ لیتا ہے وہ اپنا ہر مطلب مطالب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے- حکمت کا یہ خزانہ عوام کی نظروں سے مخفی و پوشیدہ ہے کہ دین و دنیا پر مکمل تصرف کا یہ ایک خاص خزانہ ہے- تصور اسم اللہ ذات کی راہ وحدانیت کی راہ ہے- عطائے الٰہی کی اس راہ کا تعلق ریاضت سے نہیں بلکہ راز سے ہے- اللہ تعالیٰ کا یہ فیض و فضل با مشاہدہ اور بے مجاہدہ ہے- اللہ تعالیٰ کے فضل کا یہ خزانہ رنج و ریاضت سے ہاتھ نہیں آتا- اللہ تعالیٰ کی اس بخشش کا تعلق محنت سے نہیں بلکہ معرفت و محبت سے ہے- رحمت الٰہی کی اس راہ کا تعلق ذکر مذکور سے نہیں بلکہ قرب حضور سے ہے- لطف الٰہی کی یہ راہ تفکر سے نہیں بلکہ فنائے نفس سے ہاتھ آتی ہے- شرف اولیا اللہ کی اس راہ کا تعلق طلب دنیائے مردار سے نہیں بلکہ استغراق فی اللہ توحید و دیدار سے ہے- یہ راہ دعوت (دعا) کی راہ نہیں بلکہ مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی دائمی حضوری کی راہ ہے- یہ راہ رجعت کی نہیں بلکہ جمعیت کی راہ ہے- یہ جملہ مقامات ذات اس وقت کھلتے ہیں جب نفس کی مخالفت میں تفکر کی انگلی

سے ناف اور قلب سے سر و دماغ تک ستر مرتبہ اسم اللہ ذات لکھنے کی مشق کی جائے۔ اس طرح مشق وجودیہ کرنے سے کل وجز کی ہر چیز نور محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے روشن ہوجاتی ہے کہ جملہ مقصود جمعیت و معرفت و توحید الٰہی تصور اسم اللہ ذات میں پنہاں ہے۔ اسم ''اَللّٰہُ'' کے چار حروف ہیں جن کے تصور سے وجود میں چار دریا جاری ہوجاتے ہیں۔ ایک دریائے توکل، دوسرا دریائے ترک، تیسرا دریائے توحید اور چوتھا دریائے معرفت۔ جو کوئی ان چار دریاؤں میں غوطے کھالیتا ہے عارف باللہ فقیر ہوجاتا ہے۔ ایسے مرتبے کا صاحب قوت و صاحب ضرب و صاحب قدرت اور نورالہدیٰ ذاکر صرف عارف قادری ہی ہوتا ہے۔

ابیات:۔(۱) '' جس کے وجود میں تصور اسم اللہ ذات کی تاثیر آجاتی ہے وہ دونوں جہان کا امیر ہوجاتا ہے۔'' (۲) '' تصور اسم اللہ ذات کا نور آفتاب سے زیادہ روشن ہے، اس کی موجودگی میں کسی قسم کا حجاب باقی نہیں رہتا۔''

تصور اسم اللہ ذات کے غلبے سے نفس مغلوب ہوکر فرمانبردار و تابع غلام بن جاتا ہے اور صاحب تصور سے ہم سخن و ہم کلام ہوتا ہے، نفس کی شناخت تصور و توجہ ہی سے ممکن ہے کہ تصور اسم اللہ ذات سے نفس فنا ہوجاتا ہے۔''

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:۔'' جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، بے شک اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، یعنی جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا، بے شک اس نے اپنے رب کو بقا سے پہچانا۔''

تصور اسم اللہ ذات کے غلبے سے قلب کو قرب الٰہی کی قوت و قدرت حاصل ہوتی ہے اور روح کو نور ذات الٰہی کی لذت نصیب ہوتی ہے اور وہ قید نفس سے آزاد ہوجاتی ہے۔ تصور اسم اللہ ذات کے غلبے سے سر کو گوناں گوں انوار ربانی اور اسرار پروردگار کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات کے غلبے سے صاحب تصور لا یحتاج و

بے نیاز صاحب راز فقیر بن جاتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات، تصور اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تصور کلمہ طیب سے صاحب تصور کو ابتدا ہی میں دو علوم حاصل ہو جاتے ہیں۔ ایک علم ظاہر کہ جس کا تعلق عبادات ظاہر سے ہے اور دوسرا علم باطن کہ جس کا تعلق معرفت توحید اور نور ذات کے مشاہدہ سے ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ:۔ "علم کی دو قسمیں ہیں، ایک علم معاملہ ہے اور دوسرا علم مکاشفہ۔

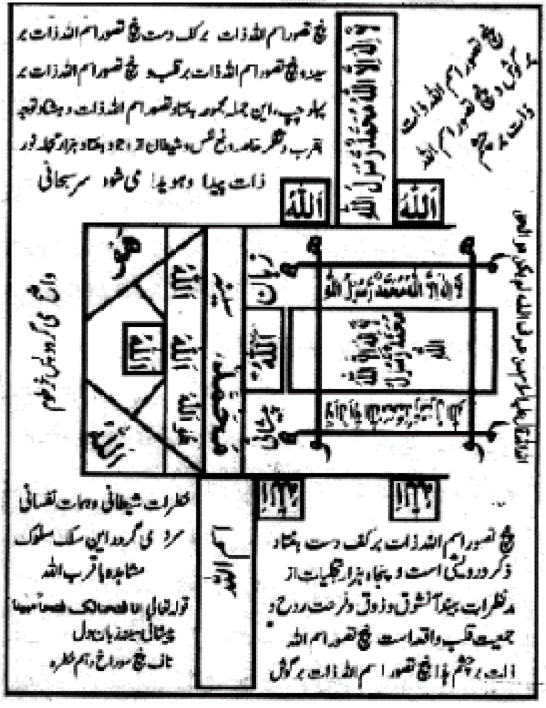

یہ دائرہ ہر مشکل کے لئے مشکل کشا ہے۔ جو کوئی اس قسم کی توجہ حاصل کر لیتا ہے اس پر بلا تعجب عرش سے تحت الثریٰ تک کی ہر زیر و زبر منکشف ہو جاتی ہے۔ یہ راہ پڑھنے پڑھانے سے ہاتھ نہیں آتی کہ یہ مرتبہ فقر ہے، یہ مرتبہ جس کو حاصل ہو جاتا ہے وہ ہر ملک و ہر ولایت پر غالب آ کر صاحب بست و کشاد و صاحب اختیار امیر و مالک الملکی فقیر بن جاتا ہے۔ وہ جسے چاہے ملک ولایت بخش دے اور جسے چاہے معزول کر کے ملک بدر کر دے۔ اس قسم کے معاملات فقیر اہل ذات کی مرضی پر منحصر ہوتے ہیں، لہٰذا فقیر باھو فنا فی ھو سے ڈرتے رہو کہ ہر قسم کے خزائن دولت کا تصرف ان کے ہاتھ میں ہے۔ یقین جانیے کہ یہ تصرف اس نقش کامل سے کھلتا ہے جو تاج الانبیا ہے اور وہ نقش یہ ہے۔

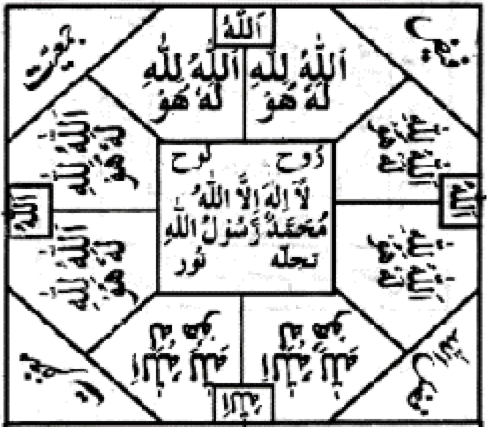


ہر کہ تمام عمر دیا یک بار ایں نقش اسم اللہ ذات را در وجود با تفکر تصور مرقوم

اگر کوئی عمر بھر یا صرف ایک بار اس نقش اسم اللہ ذات کو تفکر و تصور کے ذریعے اپنے وجود پر لکھنے کی مشق کرے تو قیامت تک اسم اللہ ذات اس کے ساتوں اندام سے جدا نہیں ہوگا اور اس پر وہ تاثیر کرے گا کہ اس کے لئے حیات و موت برابر ہو جائیں گی۔ جو کوئی اس نقش کو دماغ کی چوٹی پر لکھے گا اس پر اسرار محبت، مشاہدہ حضوری اور مراقبہ معراج و ملاقات کھل جائے گا۔ اور یہ عمل سینے پر کرتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے اس نقش سے تزکیہ نفس تصفیہ قلب، تجلیہ روح اور تجلیہ سر حاصل ہوتا ہے اور یقیناً عارف اس سے واقف ہیں۔ وہ نقش یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　　سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

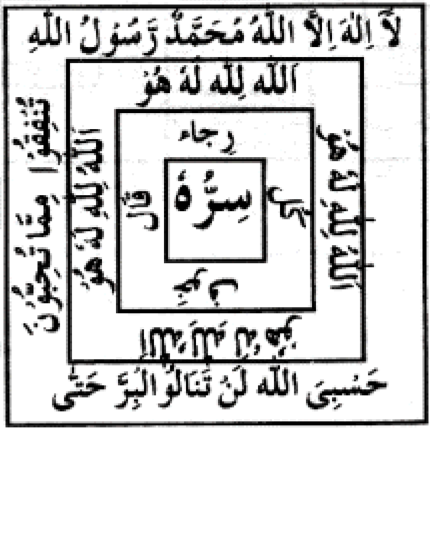

اسم اللہ ذات "اَللّٰہُ" اسم اعظم ہے، اسم "لِلّٰہ" معظم ہے، اسم "لَہٗ" مکرم ہے اور اسم "ھُوْ" عظمت عظیم ہے - یہ اسمائے مبارکہ یکبارگی حضورِ خدا میں پہنچاتے ہیں اور پہلے ہی روز پرنور حضوری کے اس انتہائی درجہ پر پہنچاتے ہیں جہاں نہ کوئی رجعت ہے اور نہ ہی کوئی غم ہے۔ ان کا نقش اس دائرہ میں ہے -

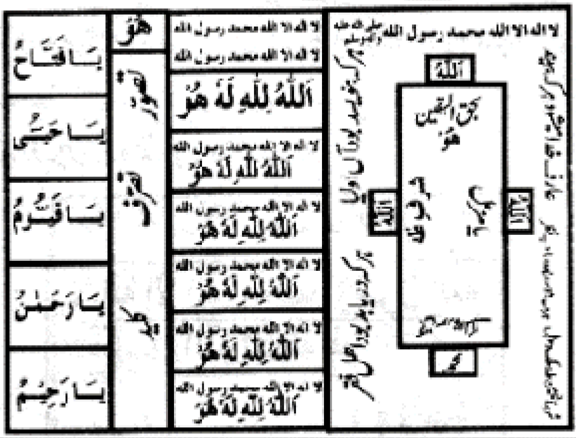

اور اگر کوئی چاہتا ہے کہ پہلے ہی روز قطب یا غوث کے مرتبے پر فائز ہو جائے اور تمام طبقات کی زیر و زبر سے واقف ہو جائے تو اس نقش کو اپنے دونوں پہلوؤں پر لکھنے کی مشق کرے ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:۔ ''جو اللہ کا ہو گیا، اللہ اس کا ہو گیا۔''

WWW.ALFAQR.NET

# باب سوم

## بیان مراقبہ ومکاشفہ

مراقبہ دل کی نگہبانی کو کہتے ہے۔ مراقبہ ایک نگہبان ہے جو غیر حق رقیب مثلاً خطرات نفسانی، خطرات شیطانی، امراض پریشانی اور ماسویٰ اللہ کی کسی بھی چیز کو دل میں نہیں آنے دیتا۔ مراقبہ واصل بحق کرنے والے اور مشاہدہ خاص بخشنے والے عمل کو کہتے ہیں۔ مراقبہ محبوب کی محبت، اسرار الٰہی و مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محرمیت اور نور الہدیٰ تجلی ذات کے مطالعہ کو کہتے ہیں۔

## شرح مراقبہ

جب کوئی علم مراقبہ کا مطالعہ شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے جس سے سات مجالس کی حضوری کھلتی ہے اور وہ آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم انبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیائے کرام کی ارواح کی زیارت کرتا ہے۔ بے شک یہ علم مراقبہ کا ابتدائی سبق ہے۔ اسم اللہ ذات کا مراقبہ صاحب مراقبہ کو لاھوت لامکان میں پہنچا کر مشاہدہ حضور بخشتا ہے۔ مراقبے کی قدر و قیمت وہ نادان اہل ذکر فکر نہیں جانتا جو حبس دم کر کے حیوانوں کی طرح پریشان رہتا ہے۔ مراقبہ تو موت جیسی کیفیت ہے۔ جو کوئی اسم اللہ ذات کی توجہ وتصور سے مراقبہ اختیار کرتا ہے اس پر احوال موت و جان کنی کا مشاہدہ و معائنہ کھل جاتا ہے اور وہ حقیقت قبر، سوالات منکر ونکیر اور حسابگاہ قیامت کو دیکھ لیتا ہے اور پل صراط سے

گزر کر بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ جہاں وہ تماشائے حور و قصور اور انوارِ دیدارِ پروردگار سے مشرف ہوتا ہے۔ یہ ہے مرتبہ صاحب حق الیقین و صاحب وصال اہل مراقبہ کا۔

بیت:۔ ’’ اگر میں احوال مراقبہ کی تفصیل بیان کر دوں تو ہر کوئی اہل عبرت ہو کر عارف باللہ ہو جائے۔‘‘

مراقبہ جو ہر ایمان ہے جس کا تعلق حضوری قرب سبحان سے ہے۔

جان لے کہ مراقبہ کا تعلق چار چیزوں سے ہے اور وہ چار ’’م‘‘ ہیں۔ پہلا مراقبہ م محبت کا مراقبہ ہے، اس سے اسرارِ پروردگار کا مشاہدہ کھلتا ہے اور اس کا ذریعہ تصورِ اسم "اَللّٰهُ" ہے ۔ دوسرا مراقبہ ’’م‘‘ معرفت کا مراقبہ ہے، اس سے توحید نورِ الٰہی نمودار ہوتی ہے، اس کا ذریعہ تصورِ اسم "اَللّٰهُ" ہے۔ تیسرا مراقبہ م معراج کا مراقبہ ہے، اس سے دل میں ذوق بخش اور فرحت انگیز ذکر جاری ہوتا ہے اور وجود کے ہر ایک بال کی زبان پر "یَا اَللّٰهُ، یَا اَللّٰهُ" کا ورد جاری ہوتا ہے، اس کا ذریعہ تصورِ اسم ’’لہٗ‘‘ ہے۔ چوتھا مراقبہ م مجموع العلوم کا مراقبہ ہے جس سے وجود کے ساتوں اندام سر سے قدم تک مشاہدہ نور نوادر میں غرق ہو جاتے ہیں اور صاحب مراقبہ نفس و شیطان پر غالب و قادر ہو جاتا ہے اور جب تک تمام انبیا و اولیا اللہ سے مجلس و ملاقات نہیں کر لیتا مراقبہ سے باہر نہیں آتا۔ اگرچہ بباطن وہ ستر سال مراقبہ میں گزارتا ہے لیکن بظاہر وہ عوام کی نظر میں صرف ایک پل یا ایک کلمہ گفتگو کے برابر آنکھوں کو بند کرتا ہے۔۔ یہ وہ انتہائی کامل مراقبہ ہے کہ جس میں صاحب مراقبہ کے ساتوں اندام مراقبہ میں غرق رہتے ہیں بلکہ دوران مراقبہ صاحب مراقبہ کے ہر اندام سے ستر ہزار نوری صورتیں نمودار ہوتی ہیں۔ جو سب کی سب ذکر اللہ میں محو ہوتی ہیں۔ جب وہ مراقبہ سے باہر

آتا ہے تو یہ سب نوری صورتیں واپس اس کے جثے میں غائب ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ اہل مراقبہ کے اس مراقبے کو جان لیتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔ اس مراقبے کا ذریعہ تصور اسم "ھُوْ" ہے۔ تصور اسم "ھُوْ" سے چار انتہائی ذکر کھلتے ہیں جنہیں محض حضور غرق نور کہتے ہیں۔ پہلا ذکر ذکر حامل ہے جو مرشد کامل سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا ذکر ذکر سلطانی ہے کہ جس سے بندہ ہوائے نفس کے غلبہ سے باہر نکل کر لاھوت لامکان میں پہنچ جاتا ہے۔ تیسرا ذکر ذکر قربانی ہے کہ جس سے ذاکر خطرات شیطانی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ چوتھا ذکر ذکر خفی ہے کہ جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری نصیب ہو جاتی ہے۔ جو شخص ان اذکار کا ذاکر نہیں اس کا مراقبہ مردود ہے اور وہ خطرات میں گھرا ہوا سیاہ دل طالب دنیائے مردار ہے۔ اہل دنیا کو قرب الٰہی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا خواہ بظاہر وہ دنیا میں کتنا ہی صاحب عز و جاہ اور صاحب روضہ و خانقاہ کیوں نہ ہو۔ جس کی نظر آخرت کے ملک عظیم پر پڑ جائے وہ نفس و شیطان رجیم سے فارغ ہو کر صاحب وصف کریم ہو جاتا ہے۔ اللہ بس ماسوئی اللہ ہوس۔

صاحب مراقبہ انتہائی عظیم مراتب کا مالک ہوتا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدیم باطنی صراط مستقیم پر گامزن اہل ہدایت ہوتا ہے۔ صاحب مراقبہ کا مراقبہ اس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ وہ تصور اسم اللہ ذات کے ذریعہ مراقبہ نہیں کرتا۔ خاص الخاص مراقبہ تصور اسم اللہ ذات کا مراقبہ ہے کہ اس کی اساس صحیح ذکر فکر اور تسبیح پر ہے۔ صاحب مراقبہ کا مرتبہ اتنا عظیم ہے کہ ہدایت الٰہی کا یہ راہی دوران خواب باطن میں معرفت الٰہی اور مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مشاہدہ کرتا

ہے اور انبیا و اولیا اللہ سے مجلس و ملاقات کرتا ہے۔ جس کے پاس مراقبہ کے یہ دو گواہ نہ ہوں اس کا مراقبہ غلط ہے بلکہ وہ مراقبہ کی راہ ہی نہیں جانتا ۔ مراقبہ ایک ایسا نگہبان و محافظ ہے جو صاحب مراقبہ کو خطرات نفس و شیطان و دنیائے پریشان سے بچا کر منزل پر منزل اور مقام پر مقام طے کراتا ہوا معرفت "اِلَّا اللّٰہُ" میں غرق کر کے مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں پہنچا دیتا ہے۔ ایسا صاحب مراقبہ جب بھی چاہتا ہے طریق تحقیق سے ملازم حضور ہو جاتا ہے۔ عارف باللہ کا مراقبہ انتہائی کامل مراقبہ ہوتا ہے کہ اس کا باطن معمور ہوتا ہے اور خاتمہ بالخیر ہوتا ہے، ایسی کامیابی پر اسے مبارک باد ہو۔

جان لے کہ تین چیزیں پوشیدہ نہیں رہ سکتیں خواہ انہیں ہزاروں پردوں ہی میں کیوں نہ چھپایا جائے، ایک آفتاب، دوسرا مشک معطر دین محمدی " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " اور تیسرا صاحب معرفت "اِلَّا اللّٰہُ" عارف باللہ۔ اگر کوئی شخص دوران خواب یا مراقبہ بہشت میں چلا جائے اور بہشت کا کھانا کھا لے یا وہاں کی ندی کا پانی پی لے یا حور و قصور کو دیکھ لے تو خواب و مراقبہ کے بعد عمر بھر اسے کھانے پینے کی حاجت نہیں رہتی، اس کے وجود سے بھوک و پیاس مٹ جاتی ہے اور عمر بھر اسے نیند نہیں آتی اگرچہ بظاہر وہ سوتا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ تمام عمر ایک ہی وضو سے گزار دیتا ہے۔ اس کے وجود میں طاعت و بندگی کی ایسی توفیق بھر جاتی ہے کہ اس کا سر رات دن سجدے سے فارغ نہیں ہوتا۔ وہ روز بروز فربہ ہوتا جاتا ہے بظاہر وہ جو کچھ کھاتا پیتا ہے محض لوگوں کی ملامت سے بچنے اور ان سے پوشیدہ رہنے کی غرض سے کھاتا پیتا ہے، اس کے لیے موسم سرما و گرما ایک جیسا ہوتا ہے بلکہ گرمی و سردی اسے مزہ

دیتی ہے، لیکن ایک درویش کے لیے یہ مراتب بھی نہایت ادنیٰ اور حقیر مراتب ہیں، فقیر کو ان مراتب سے شرم وحیا آتی ہے کہ یہ مراتب فقرِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے بہت دور ہیں، ان کا تعلق نفس و ہوا سے ہے۔ انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ وہ دورانِ خواب یا مراقبہ لقائے رب العالمین سے مشرف ہو جائے، پھر اس کی مثل کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس کے وجود میں معرفتِ توحیدِ الٰہی، تصورِ اسم اللہ ذات اور طلب و محبت کی ایسی آگ پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کی ضرب و جلالیت سے نفس ہر وقت قہر و غضب و عتاب کا شکار رہتا ہے، لباسِ شریعت پہنتا ہے، اشاعتِ شریعت میں کوشاں رہتا ہے اور ہمیشہ پکارتا رہتا ہے:- "تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیٰتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ" - (اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں تفکر کرو مگر اس کی ذات میں تفکر مت کرو) - سب سے عظیم نعمت معرفت و توحید ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے جسم وجوہر اور صورت کے متعلق نہیں سوچتا کہ وہ بے مثل و بے مثال ذات ہے۔ وہ اپنے وجود کے تنور میں اعضائے بدن کے ایندھن کو آتشِ ذکر اللہ میں اس طرح جلاتا رہتا ہے جس طرح آگ خشک ایندھن کو جلاتی ہے۔ اگر وہ ذرہ بھر آتشِ جلالیتِ حضور کی نظر سے زمین و آسمان کو دیکھ لے تو وہ جل اٹھیں مگر آفرین ہے اس کے حوصلے پر کہ وہ اس آگ میں جلتا رہتا ہے لیکن دم نہیں مارتا اور قیامت تک اس سے خلاصی نہیں پاتا۔ اس مرتبے پر پہنچ کر بعض لوگ کافر و مشرک ہو جاتے ہیں اور بعض دیوانے و مجنون و مجذوب ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اس آگ کو برداشت کر لیتا ہے وہ لباسِ شریعت پہن کر خبردار و ہوشیار ہو جاتا ہے اور خلقِ خدا کو نہیں ستاتا۔ ہزاراں ہزار مجذوب اس آگ میں جل مرتے ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی معرفتِ الٰہی کے آبِ رحمت سے سیراب ہو کر مرتبہ محبوبیت تک

پہنچتا ہے۔ میرا یہ قول میرے اپنے حال کے عین مطابق ہے۔

جان لے کہ جملہ طبقات زمین و آسمان محض اسم اللہ ذات کے ادب میں بغیر کسی ستون کے استادہ ہیں اور قیامت تک اسم اللہ ذات کی طرف متوجہ رہیں گے۔ زمین و آسمان کی ہر چیز اسم اللہ ذات کی تسبیح میں مشغول ہے۔

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔'' زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی رہتی ہے کہ وہ غالب حکمت والا ہے۔''

مزید فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔'' بے شک ہم نے اپنی امانت کو زمین و آسمان اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا لیکن وہ ڈر گئے اور اس بار امانت کو اٹھانے سے معذور ہو گئے لیکن انسان نے اس امانت کو اٹھا لیا، بے شک وہ جاہل و ظالم نکلا۔''

خواب و مراقبہ کی کیفیت ایک جیسی ہوتی ہے بلکہ مراقبہ خواب سے زیادہ گہرا ہوتا ہے کہ صاحب خواب تو شور و غوغا سے بیدار ہو جاتا ہے لیکن جس پر مراقبہ غالب آجاتا ہے وہ نور وحدانیت ذات کے مشاہدہ میں غرق ہو کر اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اگر کوئی تن سے اس کا سر بھی اڑا دے تو اسے خبر نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہوا کہ مراقبہ موت کی مثل ہے لیکن موت کی مثل ہوتے ہوئے بھی مراقبہ میں شعور بیدار رہتا ہے اور جواب باصواب پاتا رہتا ہے۔ مراقبہ سے عارفوں کو نور معرفت کی سرفرازی نصیب ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہتا ہے اور وہ اللہ سے راضی رہتے ہیں، یعنی وہ اللہ کی دوستی پر راضی رہتے ہیں۔

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔'' لوٹ اپنے پروردگار کی طرف راضی ہو کر۔ پس میرے بندوں میں شامل ہو کر میری جنت قرب میں آجا۔''

مراقبہ محرم اسرارالٰہی ہے۔صاحب مراقبہ کی بیداری بھی خواب ہوتی ہے اور اس خواب میں وہ ہوشیار رہتا ہے اور بجز مشاہدہ حق ماسوی اللہ کی دید سے استغفار کرتا ہے۔ مراقبہ سے محبت ومعرفت اور ملاقات ومجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مراتب حاصل ہوتے ہیں جو اہل محبت محققین کا نصیبہ ہے۔مردہ دل مردود لوگ مراتب مراقبہ سے محروم رہتے ہیں۔مراقبہ مومنین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری بخشتا ہے اس لئے مراقبہ مومنین کے لئے معراج ہے جس طرح کہ نماز مومنین کے لئے معراج ہے ۔ مراقبہ اور معرفت عارف باللہ کے لئے بال وپر کی حیثیت رکھتے ہیں کہ اس کی نظر ہمیشہ معرفت الٰہی پر رہتی ہے۔

مراقبہ کی بہت سی اقسام ہیں۔الغرض! جب صاحب اشتغال اللہ دو زانو ہوکر سر جھکاتا ہے اور آنکھیں بند کرکے تصور اسم اللہ ذات کے مراقبہ میں غرق ہوتا ہے تو باطن میں اپنی آخرت سنوارنے کے لئے جسم کو دارالفنا سے دارالبقا میں لے جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ ایک بے جان مردہ ہے۔اس طرح وہ عین العیان کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس پر روحانیت کا ازلی سوداسویدا ظاہر ہوتا ہے اور حاضرات اسم اللہ ذات سے اس پر تمام احوال منکشف ہوجاتے ہیں۔صاحب استغراق جان کنی کے مراحل سے گزر کر مردہ ہوجاتا ہے اور غسال آکر اسے غسل دیتا ہے، لوگ جمع ہوجاتے ہیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔پھر اس کی روح کو مقام دماغ کی اس ہڈی میں لایا جاتا ہے جس کا نام استخوان الابیض ہے اور اسے ولایت الابن کہا جاتا ہے اور یہ زمین وآسمان سے زیادہ وسیع مقام ہے، یہاں پل بھر میں فرشتے اس سے ستر ہزار سوال کرتے ہیں۔پھر لوگ اس کا جنازہ اٹھالیتے

ہیں اور قبر تک پہنچنے سے پہلے فرشتوں سے اس کے ستر ہزار سوال جواب ہوتے ہیں جو سب کے سب بے کام و بے زبان ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اسے لحد قبر میں اتار دیا جاتا ہے جو زمین وآسمان سے زیادہ وسیع ہوتی ہے۔ یہاں اسے منکر ونکیر فرشتے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں، ان کے جوابات سے جب اس کی خلاصی ہو جاتی ہے تو منکر نکیر اسے کہتے ہیں کہ:- ''اب تم سو جاؤ جیسے کہ ایک دلہن سوتی ہے۔'' پھر ایک رومان نامی فرشتہ آتا ہے، اسے خواب عروس سے جگاتا ہے اور اپنی انگلی کو قلم، لعاب دہن کو سیاہی، منہ کو دوات اور کفن کو کاغذ بنا کر اس پر اس کے نیک و بد اعمال لکھتا ہے اور اس پر اس کے دستخط کرواتا ہے اور تعویذ کی طرح اس کے گلے میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے اور پھر اسے قبر میں پڑے پڑے ہزاروں سال بلکہ بے شمار زمانے گزر جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے کانوں میں صور اسرافیل کی آواز آتی ہے اور اٹھارہ ہزار عالم کی جملہ مردہ مخلوق گھاس و نباتات کی طرح زمین سے نکل پڑتی ہے اور حساب گاہ قیامت میں جمع ہو جاتی ہے، ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں دے دیا جاتا ہے، پھر اس کے اعمال تولے جاتے ہیں، پھر وہ پل صراط سے گزرتا ہے اور فرمان حق تعالیٰ سنتا ہے کہ:- ''پس میرے مقرب بندوں میں شامل ہو کر میری جنت قرب میں داخل ہو جا۔'' لہٰذا وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پڑھتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے شرابًا طہورا پیتا ہے۔ پھر وہ متوجہ بحق ہو کر پانچ سو سال رکوع میں اور پانچ سو سال سجدے میں گزارتا ہے۔ رکوع و سجود کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچتا ہے اور صحابہ کرام سے پچھلی صف میں بیٹھ کر دیدار پروردگار سے مشرف و معزز

ہوتا ہے۔اس طرح جب وہ دیدار ولقائے رب العالمین کے اشرف ترین مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور طریق تحقیق سے دیدار الٰہی کر کے ہوش میں آتا ہے تو اس بے مثل و بے مثال غیر مخلوق ذات کی کوئی مثال نہیں دے سکتا کہ اس کی مثل کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ پھر وہ ہر وقت باطن میں لذت دیدار پروردگار کی طرف متوجہ رہتا ہے اور کسی وقت بھی دیدار و مشاہدہ تجلیات سے فارغ نہیں ہوتا۔ گو بظاہر وہ عام لوگوں سے ہم کلام رہتا ہے لیکن بباطن وہ ہر وقت صاحب حضور ہوتا ہے۔یہی وہ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کا انتہائی مرتبہ ہے جو "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ" کے کامل ترین مرتبے کے حامل عارفان باللہ کو حاصل ہوتا ہے۔یہ مرتبہ آیات کلام الٰہی اور شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:۔ "جس نے اپنے رب کو پہچان لیا بے شک اس کی زبان گونگی ہوگئی۔"

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔ " جو یہاں اندھا رہ گیا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔"

یہ مراتب علما کو حاصل ہوتے ہیں، وہ باعمل و طالب فقر علما کہ جنھوں نے کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی ہو۔

فرد:۔ " خبردار! اصاف دل فقرا کی ہنسی مت اڑا کہ یہ وہ آئینے ہیں کہ جن پر ہنسنے والے خود اپنی ہی ہنسی اڑاتے ہیں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:۔ " قوم کا سردار فقرا کا خادم ہے۔"

پھراورکسی کی کیا مجال ہے کہ ان کے سامنے دم مارے؟ جو بھی ان کے سامنے دم مارتا ہے دونوں جہان میں خراب و پریشان ہوتا ہے۔ خدا اور بندے کے درمیان پیاز کے پردے جیسا ایک باریک سا پردہ ہے، اگر تو یہ پردہ ہٹا کر آئے تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔ بندہ نہ تو اپنی مرضی سے پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی کام اس کی مرضی سے ہوتا ہے۔

حدیث:۔ '' حکیم کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ''

لہٰذا بہتر یہ ہے کہ تو اپنا ہر معاملہ خدا کے سپرد کردے اور خود کو درمیان سے ہٹادے ۔

فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ:۔ '' میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خبر گیری کرتا ہے۔ ''

جان لے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بے مثل و بے مثال اور واحد وحی قیوم ذات ہے جس نے اپنی ہستی کو اپنی ہی صورت پر قائم کر رکھا ہے کہ صورتِ خدائے تعالیٰ غیر مخلوق ہے۔ جو کوئی اس بے مثل و بے مثال ذات کو خواب میں یا خواب سے بڑھ کر گہرے مراقبہ میں دیکھ لیتا ہے وہ مجذوب ہو جاتا ہے اور اگر بیدار رہتا ہے تو ہوشیار رہتا ہے۔ رویتِ نورِ توحیدِ ربوبیت سے وجود کے اندر اس قدر گرمی آتش ابھرتی ہے کہ وجود اس میں جل مرتا ہے یا پھر زبان پر مہر خاموشی لگ جاتی ہے اور زبان گونگی ہو جاتی ہے، یا پھر رات دن سربسجود رہتا ہے اور لباسِ شریعت پہن کر اشاعتِ شریعت میں کوشاں رہتا ہے۔ مشاہدہ حضوری کے وقت عارف باللہ واصل کو اس بے مثل و بے مثال صورت کی دید سے کہ جس کی مثال نہیں دی جا سکتی اس قدر نعمتِ الٰہی نصیب ہوتی

ہے کہ جس کی تفصیل وہم وخیال میں نہیں سما سکتی- یہ مراتب بھی حاضرات اسم اللہ ذات اور حاضرات کلمہ طیبات " لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " سے منکشف ہوتے ہیں- طریق کلمہ طیب طریق تحقیق ہے-

پس معلوم ہوا کہ آواز نفس ومقام نفس وسوال نفس واحوال نفس الگ چیز ہے، آواز قلب ومقام قلب وسوال قلب واحوال قلب الگ چیز ہے اور آواز روح ومقام روح وسوال روح واحوال روح الگ چیز ہے- نفس کی آواز علم دنیا ہے اور اس کا مقام ہوا وہوس ہے، قلب کی آواز ذکر اللہ ہے، اس کا علم محبت وشوق الٰہی ہے اور اس کا مقام باطنی صفائی ہے اور آواز روح کلام الٰہی ونص وحدیث ہے اور مقام روح جمعیت علم علوم ہے- ان میں سے ہر ایک گروہ کو اس کے مقام سے پہچان کر کہا جا سکتا ہے کہ یہ اہل نفس ہیں، یہ اہل قلب ہیں اور یہ اہل روح ہیں- اللہ بس ما سوی اللہ ہوس-

# باب چہارم

## مرتبہ فنافی الشیخ، مرتبہ فنافی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

## اور مرتبہ فنافی اللہ کی شرح

مریدوں کے تین مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ فنافی الشیخ کا مرتبہ ہے۔ اس مرتبے پر طالب جب صورت شیخ کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو جس طرف بھی نظر اٹھاتا ہے اسے تصرف شیخ کے مراتب نظر آتے ہیں۔ دوسرا مرتبہ فنافی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ ہے، اس مرتبے پر طالب جب صورت اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو جملہ ماسویٰ اللہ سے تارک فارغ ہو جاتا ہے، پھر وہ جس طرف بھی دیکھتا ہے اسے مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہی نظر آتی ہے۔ تیسرا مرتبہ فنافی اللہ کا مرتبہ ہے، اس مرتبے پر جب طالب اسم "اَللّٰہُ" کا تصور کرتا ہے اس کا نفس مکمل طور پر ہلاک ہو جاتا ہے اور وہ جس طرف بھی دیکھتا ہے اسے انوار اسم اللہ ذات کی بے شمار تجلیات نظر آتی ہیں۔ اسے مرتبہ لامکان کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مکان و مقام سے تشبیہ دینا موجب شرک و کفر ہے۔

جان لے کہ مراتب قرب تین قسم کے ہیں جو تین قسم کے تصور یعنی تصور فنافی الشیخ، تصور فنافی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تصور فنافی اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ جان لے کہ کل مخلوقات کا ظہور نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوا اور نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوا ۔ جو مرشد پہلے ہی روز نور

طالب کو نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملا کر نورِ وحدانیت کے دریائے ربوبیت میں غرق نہیں کر دیتا اسے مرشد نہیں کہا جا سکتا کہ مرشد تو پہلے ہی روز حاضرات تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے نفس کا تزکیہ، قلب کا تصفیہ اور روح و سر کا تجلیہ کر کے اسے نور بنا دیتا ہے، اس طرح جب نفس و قلب و روح و سر کے چاروں نور جمع ہو کر ایک ہی نور کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو وہ اپنی اصل کی طرف راجع ہو جاتے ہیں جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ:- '' ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔''

مرتبہ فنا فی الشیخ راہ حضوری کا ابتدائی مرتبہ ہے، فنا فی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درمیانی مرتبہ ہے اور فنا فی اسم اللہ ذات انتہائی مرتبہ ہے۔ جو کوئی شریعت نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے خلاف چلتا ہے اور امر معروف اور نص و حدیث کی حدود سے باہر قدم رکھتا ہے وہ پکا مردود و خبیث ہے۔ خبردار! جان لے کہ جب کوئی ابتدائی طالب اسم " اَللّٰہُ " کو اپنے تصور و تصرف میں لاتا ہے اور اسم " اَللّٰہُ " کا نقش جما کر دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو دل کے گرد آگ کا ایک شعلہ بھڑک اٹھتا ہے جو نور کی طرح دکھائی دیتا ہے اور طالب اسے تجلی حضور سمجھ بیٹھتا ہے۔ دراصل یہ شیطانی آگ کا شعلہ ہوتا ہے جس سے شیطان آواز دیتا ہے کہ اے طالب! اب میں تیرا یار ہوں اور تو میرا یار ہے لہٰذا اب تو ظاہر باطن کی ہر بندگی سے توبہ کر لے اور اس تجلی میں میرا دیدار کر۔ بعد میں یہ تجلی پہلے بچے کی صورت، پھر جوان کی صورت اور آخر میں بوڑھے کی اختیار کر لیتی ہے اور اس صورت میں شیطان کہتا ہے کہ یہ اسرار مراتب فقر ہیں۔ بعد میں یہ شیطانی صورت اسے ہر سوال کا مفصل جواب دیتی ہے اور ماضی حال و مستقبل کے مفصل حالات سے آگاہ کرتی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں فقیر صاحب کشف و

کرامت ہے۔ خبردار! جب یہ بوڑھی شیطانی صورت تجھ سے بات کرے تو فوراً توجہ باطنی سے کلمہ طیب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " یا " لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ " پڑھ دے، صورت شیطانی دفع ہوجائے گی۔ اس کے بعد حروف اسم اللہ ذات سے تجلی نور ظاہر ہوگی جو سراسر ہدایت الٰہی ہوگی اور قرآن وحدیث کے عین مطابق برحق ہوگی، " اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا "۔ باطن میں جو چیز شریعت ظاہر اور قرآن کے موافق دکھائی نہ دے اس کا تعلق باطل سے ہے۔

حدیث:- " جو باطن ظاہر کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔ "

کہ مراتب فنافی الشیخ کا تعلق حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعہ مشاہدہ تجلیات نور حضور و مجلس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے ہے۔ دنیا میں مراتب فنافی الشیطان کے حامل طالبان شیخ ناقص ونفس پرست وست ومغرور ومست تعداد میں بہت زیادہ بلکہ بے شمار ہوتے ہیں لیکن معرفت "اِلَّا اللّٰہُ" اور مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری کے لائق اہل شریعت فنافی الشیخ وروشن ضمیر طالب بہت کم ہوتے ہیں۔

اور تصور فنافی کامل عارف؟

جان لے کہ انتہائے تصور شیخ سے وجود میں غیب الغیب سے ایک صورت نور نمودار ہوجاتی ہے جو کبھی تو تلاوت قرآن میں مشغول ہوتی ہے اور رات دن آیات قرآن حفظ کرتی رہتی ہے، کبھی ذکر اللہ میں غرق ہوتی ہے اور اس کے وجود سے " سِرِّ هُوْ، سِرِّ هُوْ، هُوَ الْحَقُّ، لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا هُوْ [1] " کی آواز آنے لگتی ہے۔ اور

[1]:- ترجمہ = ذات الٰہی کے سوا دونوں جہان میں اور کچھ نہیں ہے۔

کبھی ماضی و حال و مستقبل کی ایک ایک حقیقت ظاہر کرنے لگتی ہے،کبھی شریعت کی قید و نگہداری میں رہتے ہوئے رات دن نماز و طاعت و بندگی میں مشغول رہتی ہے،اگر غلطی سے خلاف شرع کوئی خطا یا غلط کام کر بیٹھے یا کلمہ کفر یا شرک یا بدعت یا گناہ سے متعلق کوئی بات کر بیٹھے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے توبہ استغفار کرتی ہے اور کبھی نفس کا محاسبہ کر کے اس سے کلمہ طیب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " پڑھواتی ہے کہ فرمایا گیا ہے کہ:۔" جس نے اپنے نفس کو پہچانا،اس نے اپنے رب کو پہچانا یعنی جس نے نفس کو فنا سے پہچانا اس نے رب کو بقا سے پہچانا۔" اور نفس خدا کو فنافی الشیخ کے مرتبے سے پہچانتا ہے۔جب تک وہ صورت وجود کے اندر پوشیدہ رہتی ہے وجود گناہوں سے تائب رہتا ہے۔ایسی صورت صرف صفائی تصور سے نمودار ہوتی ہے اور یہ وہی صورت ہے جس نے ابتدا میں " اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ [1] " کی آواز سن کر " قَالُوْا بَلٰى [2] " کہا تھا۔ یہ صورت نفس زیاں کار کو سرزنش کرتی ہے اور اسے کجی و سرکشی سے روک کر پاک کرتی ہے۔نفس شناسی اور شیخ کامل کے الہام و پیغام پر اعتبار کرنے کے یہ مراتب بھی بچوں کے مراتب ہیں کہ ان میں کمال معرفت و فقر نہیں پایا جاتا،ان پر غرور مت کر کہ قرب مع اللہ حضور منظور معمور بشوق مسرور کا مرتبہ اس سے بہت آگے ہے۔مرشد کامل ہونا چاہیے کہ زن سیرت و مخنث صورت بے شرع و اہل بدعت مرشد ناقص کسی کام کا نہیں ہوتا لیکن مرشد اگر کامل ہو اور فنافی الشیخ طالب گناہ کی طرف مائل ہو جائے تو مرشد کامل پوری قوت سے مانع ہو جاتا ہے اور ہوائے

[1]:۔ ترجمہ = کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

[2]:۔ ترجمہ = کہا!ہاں کیوں نہیں؟

شہوت کا غلبہ توڑ کر اسے گناہ سے روک لیتا ہے۔

فنافی الشیخ طالب اگر سوتا ہے تو خواب میں وہ صورت باتوفیق بحق رفیق اس کا ہاتھ پکڑ کر توحید معرفت "اِلَّا اللّٰہُ" میں غرق کر دیتی ہے، اگر فنافی الشیخ طالب مراقبہ میں جاتا ہے تو وہ صورت اس کا ہاتھ پکڑ کر مجلس سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں لے جاتی ہے اور وہاں سے اسے مناصب و مراتب دلوا دیتی ہے۔ یہ ہیں مراتب باطن صفا فنافی الشیخ طالب کے، اور سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اس راہ پہ چلا۔ وہ صورت نور ہمیشہ تسبیح کرتی رہتی ہے اور ہمیشہ " سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ٥ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ ٥ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَلَایَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ"

کا ورد کرتی رہتی ہے۔۔ وہ صورت سخاوت میں حاتم سے بڑھ کر سخی ہوتی ہے۔ یہ مراتب ہیں باطن صفا فنافی الشیخ کے۔ مقام فنافی الشیخ یہ ہے کہ جونہی طالب اللہ صورت شیخ کا تصور کرتا ہے، صورت شیخ اسی وقت حاضر ہو جاتی ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر معرفت الٰہی یا مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری سے مشرف کر دیتی ہے۔ ایسے شیخ کو "یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ ؎" کہتے ہیں۔ اور مقام فنافی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ ہے کہ جب طالب اللہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک بمعہ ارواح اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے لطف و

؎:۔ ترجمہ = زندہ کرنے والا اور مارنے والا۔

کرم کے ساتھ حاضر ہو جاتی ہے اور صاحب تصور سے فرماتی ہے کہ:۔ ''میرا ہاتھ پکڑ لو۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ پکڑتے ہی صاحب تصور کی چشم دل وا ہو جاتی ہے اور معرفت الٰہی کے نور سے روشن ہو جاتی ہے اور طالب اللہ لائق ارشاد ہو جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زبان مبارک سے اسے حکم دیتے ہیں کہ اب تو خلق خدا کی امداد کیا کر۔ پس وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے ہی طالبوں کو دست بیعت کرتا ہے اور انہیں تلقین و تعلیم سے سنوارتا ہے۔

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:۔ ''ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔''

مجھے تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر کہ جنہوں نے باطن میں نور معرفت الٰہی کی لذت نہیں چکھی اور ''فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ [1] '' کو ''فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ [2] '' سمجھ بیٹھے۔

مقام فنا فی اللہ یہ ہے کہ جب کوئی اسم ''اَللّٰہُ'' کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو تاثیر اسم ''اَللّٰہُ'' اسے معرفت ''اِلَّا اللّٰہُ'' بخش دیتی ہے اور ماسویٰ اللہ کا ہر نقش اس کے دل سے مٹا دیتی ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچ کر دریائے توحید سے معرفت الٰہی کا جام پی لیتا ہے وہ سر سے قدم تک لباس شریعت پہن لیتا ہے اور امر معروف شریعت کی اشاعت میں کوشاں رہتا ہے اور معرفت الٰہی کے جو جو اسرار اس پر کھلتے جاتے ہیں نہ تو جاہلوں کے سامنے ان کا اظہار کرتا ہے اور نہ ہی ڈھنڈورا پیٹ کر خود فروشی کرتا ہے۔

فرد:۔ ''جہاں تک ہو سکے خود کو نگاہ خلق سے پوشیدہ رکھ کہ عارف خود فروشی کو ہرگز پسند نہیں کرتے۔''

---

[1] :۔ ترجمہ = دوڑو اللہ کی طرف۔

[2] :۔ ترجمہ = بھاگو اللہ سے دور۔

# باب پنجم

## بیان مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

سالک کا مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں داخلہ اس طرح ہے کہ جب طالب اللہ تصور سے اسمِ اللہ ذات کا نقش دل پر جماتا ہے اور اسمِ اللہ ذات اس کے دل میں سکون وقرار پکڑ لیتا ہے اور باطن میں اسمِ اللہ ذات صحیح طور پر دکھائی دینے لگتا ہے تو اس کے دل میں نورِ معرفتِ الٰہی کی تجلیات کا ظہور اس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ صبح صادق کے وقت نورِ آفتاب کا ظہور ہوتا ہے اور دل سے شب کاذب نفسانی و شیطانی کی ظلمت وسیاہی و تاریکی مٹ جاتی ہے۔ اب مرشد کو چاہیے کہ وہ طالب اللہ سے کہے کہ تفکر و تصور سے دل کے گرد اسم "اَللّٰہُ" کو دیکھے اور بتلائے کہ اسے وہاں کیا نظر آتا ہے؟ اگر طالب اللہ کو دل کے ارد گرد اسمِ اللہ ذات نظر آتا ہے اور وہ اس کے نظارے میں غرق ہو کر باطن میں حضورِ مذکور کے شعور سے بیگانہ ہو جاتا ہے تو سمجھ لیں کہ وہ معرفتِ الٰہی کے نور میں غرق ہو چکا ہے اور اگر وہ باطن میں باشعور رہتا ہے اور بتلاتا ہے کہ اسے دل کے ارد گرد ایک بے حد وسیع میدان نظر آتا ہے اور پھر وہ دل اور اسمِ اللہ ذات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور جب وہ مراقبہ سے باہر آتا ہے تو بتلاتا ہے کہ اس میدان میں روضے کی مثل ایک گنبد ہے جس کے دروازے پر کلمہ طیب " لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ " لکھا ہوا ہے۔ جب اس کا دروازہ کھلتا ہے اور طالب اللہ روضے کے اندر داخل ہوتا ہے تو اسے ایک خاص مجلس دکھائی

دیتی ہے جس میں قرآن وحدیث کا درس ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے۔ مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سات مقامات پر منعقد ہوتی ہے۔ اول مقام ازل، دوم مقام ابد، سوم مقام دنیا اور دنیا میں بھی دو مقامات پر یہ مجلس قائم ہوتی ہے، ایک حرم مدینہ میں روضہ مبارک پر اور دوسری حرم کعبۃ اللہ میں اور دو مقامات عرش اکبر سے اوپر ہیں جہاں یہ مجلس قائم ہوتی ہے اور ایک مجلس دریائے ژرف پر قائم ہوتی ہے۔ دریائے ژرف مطلق توحید کا دریا ہے جس میں معرفت الٰہی کا بے مثل و بے مثال نور موجزن رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مجلس لامکان میں بھی قائم ہوتی ہے جسے بیان نہیں کیا جاسکتا کہ کوئی چیز اس کی مثل نہیں۔ ان تمام مجالس میں کلمہ طیب " لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کا ذکر جاری رہتا ہے۔ صاحب تصور طالب جس مجلس میں بھی حاضر ہونا چاہتا ہے مراقبہ وذکر اللہ اسے وہاں پہنچا دیتا ہے، باطن میں وہ مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری میں ہوتا ہے لیکن ظاہر میں یوں لگتا ہے گویا کہ وہ ایک بے جان مردہ ہے۔ اس طریق سے مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حاضر ہونے کا مرتبہ بھی عام اور مبتدی طالب کا مرتبہ ہے لیکن جب مراقبہ میں ظاہر باطن ایک ہوجاتا ہے تو طالب اللہ منتہی و کامل عارف باللہ بن جاتا ہے۔

جان لے کہ کاملین کے لئے ہر مقام کی مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آفتاب کی مثل ہے اور صاحب حضور طالب ذرہ کی مثل ہے جو آفتاب سے کبھی جدا نہیں ہوتا بلکہ وہ نور آفتاب سے منور رہتا ہے۔

الغرض ! ورد وظائف اور اعمال ظاہر سے طالب اللہ باطن میں کبھی بھی

مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری تک نہیں پہنچ سکتا خواہ عمر بھر ریاضت کرتا رہے کہ راہ باطن صرف صاحب باطن مرشد کامل ہی سے حاصل ہوتی ہے کہ وہ پل بھر میں مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں پہنچا دیتا ہے۔

جان لے کہ امت پیروکار کو کہتے ہیں اور پیروکار وہ ہے جو قدم بقدم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشِ قدم پر چل کر خود کو ان کی مجلس میں پہنچائے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو راہِ حضوری نہیں جانتے لیکن نفس پرستی، خودنمائی اور کبر و ہوا کے باعث عارفان باللہ سے طلب بھی نہیں کرتے۔ بھلا جو شخص نظرِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں منظور و حضوری نہیں وہ مومن، مسلمان، فقیر، درویش، عالم، فقیہہ، پیروکار اور امتی کیسے ہوسکتا ہے؟

جان لے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی حضوری ہدایت کی جڑ ہے اور یہ ہدایت بدایت (ابتدا، بنیاد) میں ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:۔ ’’ انتہا ابتدا کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے۔‘‘

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:۔ ’’ جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری شکل نہیں بن سکتا۔‘‘

جان لے کہ باطن میں ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہنے والا طالب اگر کسی دینی یا دنیوی کام کے لئے التماس کرتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی درخواست منظور فرما لیتے ہیں اور آپ اور آپ کے اصحاب اس کے لئے دعائے خیر بھی فرما دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ کام نہیں ہوتا تو اس کی وجہ کیا ہے؟

اس طالب کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ ابھی مرتبہ کمال کو نہیں پہنچا، ابھی وہ ترقی کر رہا ہے اور طلب کے مشکل مرحلے میں ہے اس لئے باطن میں اسے اس کی درخواست کا نعم البدل عطا کر دیا جاتا ہے۔ جو اس کے لئے باعث فرحت ہوتا ہے۔ ترقی قرب کے اس مرتبے پر اسے مبارک باد ہو۔ اگر طالب جاہل ہے یا جیفہ دنیا کا طالب ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس خاص میں طلب دنیا کا سوال کر دیتا ہے تو اس نالائق کو اس مجلس خاص سے نکال دیا جاتا ہے یا اس کا مرتبہ اعلیٰ سلب کر لیا جاتا ہے۔ جس طالب کا ظاہر باطن ایک ہو جائے اور وہ یکجائی کے اس مقام پر قائم رہے اور اس کے درجات میں ترقی نہ ہو تو وہ توحید میں غرق ہوتا ہے اور توحید الٰہی ایسے ہی اہل توحید پر مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا دروازہ کھولتی ہے۔

جان لے کہ اپنے اپنے مقام و مرتبے کے لحاظ سے خاص مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نو (۹) مقامات پر قائم ہوتی ہے، (۱) مقام ازل میں، (۲) مقام ابد میں (۳) حرم مدینہ میں روضہ مبارک میں، (۴) داخلی خانہ کعبہ یا حرم خانہ کعبہ یا میدان عرفات میں جہاں لبیک و دعائے حج قبول ہوتی ہے، (۵) عرش کے اوپر، (۶) مقام قاب قوسین میں، (۷) مقام بہشت میں جہاں سے اگر کچھ کھا پی لیا جائے تو عمر بھر نہ تو بھوک پیاس لگتی ہے اور نہ ہی نیند آتی ہے، (۸) مقام حوض کوثر پر جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے شراباً طہورا پی لیا جائے تو وجود پاک ہو جاتا ہے اور ترک و توکل و توحید و تجرید و تفرید اور توفیق الٰہی نصیب ہو جاتی ہے اور بندہ انوار ربوبیت کی دید میں غرق رہتا ہے۔ جو طالب اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے وہ معرفت فقر کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ جو طالب ان نو (۹) مقامات پر مجلس خاص میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دنیا یا اہلِ دنیا کا سوال کر بیٹھتا ہے وہ مرتبہ محمود سے گر کر مرتبہ مردود پر آجاتا ہے۔ جو طالب مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری کے اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اس کی روح فرحت یاب ہو جاتی ہے اور اس کے نفس کی ہستی نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ جب کوئی طالب اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں داخل ہوتا ہے تو اس پر چار نظروں کی تاثیر وارد ہوتی ہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے اس کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ و نفاق اس کے وجود سے نکل جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے عدل اور محاسبہ نفس کی قوت پیدا ہوتی اور اس کے وجود سے خطرات ہوائے نفسانی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے ادب و حیا پیدا ہوتا ہے اور اس کے وجود سے بے ادبی و بے حیائی ختم ہو جاتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے علم ہدایت و فقر پیدا ہوتا ہے اور اس کے وجود سے جہالت اور حب دنیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد طالب لائق تلقین بنتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے دست بیعت فرما کر مرشدی کے لاتخف ولاتحزن مراتب عطا فرماتے ہیں۔ الغرض! مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک کسوٹی ہے کہ بعض طالب تو دیدار محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مشرف ہو کر صادق و دل صفا ہو جاتے ہیں اور کل و جزکے جملہ مطالب حاصل کر کے پورے یقین کے ساتھ ترک و توکل اختیار کر لیتے ہیں اور نور توحید میں غرق ہو کر ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں اور بعض کاذب جب مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں پہنچتے ہیں اور وہاں ورد وظائف اور نص وحدیث کا ذکر سنتے ہیں تو نفاق دل کے باعث اس پر یقین

نہیں کرتے اس لئے وہ مرتبہ محمود سے گر کر مردود و مرتد ہو جاتے ہیں اور انکار کی راہ پر چل نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ جب وجود پر مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ان نیک احوال کی تاثیر ہوتی ہے تو شریعتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی برکت سے وجود کا تانبا اکسیر بن جاتا ہے۔ سارے وجود میں ذوق شوقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، معرفت و وصالِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، جمعیت و حالِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور رضائے محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بھر جاتی ہے، وجود سے تمام ناشائستہ خصلتیں ناپید ہو جاتی ہیں اور ظاہر و باطن کے تمام مراتب منکشف ہو جاتے ہیں۔ جب عارف باللہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اسے دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے سے شرم آتی ہے کہ اہلِ حضور کا بھلا التماس و التجا سے کیا واسطہ؟ وہ دعا و بددعا اور کشف و کرامات کے اظہار سے ہزار بار استغفار کرتا ہے کہ اہلِ حضور کے لئے اسم "اَللّٰہُ" پر نگاہ رکھنا ہی کشف و آگاہی ہے۔ اہلِ حضور کا تو وہم بھی مقامِ وحدانیت سے ہوتا ہے، وہ جب بھی وہم کرتا ہے اس کی ہر مشکل حل ہو جاتی ہے اور ظاہر باطن کا ہر مطلب اسی وقت حاصل ہو جاتا ہے۔ اہلِ حضور کا خیال بھی انتہائی کامل ہوتا ہے، وہ جس کام کے متعلق بھی خیال کرتا ہے وہ فوراً اور اسی وقت ہو جاتا ہے۔ اہلِ حضور کی دلیل بھی حضوری ربِ جلیل کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت ذکر اللہ کے نور میں غرق رہتا ہے اس لئے وہ جس کام کی بھی دلیل کرتا ہے وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ صاحبِ باطن عارف باللہ ہر وقت حضوری میں غرق رہتا ہے اور ہر لحظہ و ہر ساعت اللہ تعالیٰ سے ہم کلام رہتا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شوق میں مسرور رہتا ہے، اس کا ابتدائی مرتبہ "مُؤمن" ہے جس کے متعلق فرمایا

گیا ہے کہ:- '' مومن مومن کا آئینہ ہے۔ ''معلوم ہونا چاہیے کہ علمائے عامل شکر گزار ہوتے ہیں اور انہیں ہر رات یا ہر جمعہ کی رات یا ہر ماہ و سال میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار پر انوار نصیب ہوتا ہے لیکن بعض کو یاد رہتا ہے اور بعض کو نہیں، سو علما اور حفاظ قرآن کا ادب کیا کرو کہ صحیح طریق یہی ہے۔ وہ اہل معرفت و اہل قرب ولی اللہ فقیر جو ہمیشہ دل پر اسم اللہ ذات لکھنے کی مشق کرتا رہتا ہے اور اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس خاص الخاص کی دائمی حضوری حاصل رہتی ہے اس کی سات نشانیاں ہیں۔ اول یہ کہ اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک سے مشک سے بہتر خوشبو آتی ہے اور خدائے تعالیٰ کے بھیدوں میں سے یہ ایک بھید ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک میں نفس امارہ نہیں تھا اور نہ ہی آپ کے وجود میں طمع و حرص و ہوا اور حسد پایا جاتا تھا، آپ ہمیشہ قرب فنا فی اللہ میں غرق رہتے تھے۔ آپ کی پیدائش باپ کے آب منی سے نہیں کی گئی بلکہ جبرائیل علیہ السلام نے بہشت سے شجرۃ النور کا پھل لا کر بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کھلایا تھا۔ اسی شجرۃ النور کی خوشبو آپ کے سارے وجود میں سر سے قدم تک رچی ہوئی ہے اور سارے جہان میں مشہور ہے۔ دوم اس کا دل ظاہر باطن میں غنی رہتا ہے۔ سوم وہ جو بات بھی کرتا ہے نص و حدیث کے مطابق کرتا ہے۔ چہارم ہر وقت لباس شریعت میں ملبوس رہتا ہے۔ پنجم سنت جماعت کو خود پر لازم رکھتا ہے۔ ششم نافع المسلمین ہوتا ہے۔ ہفتم سخاوت میں بے نظیر ہوتا ہے، بظاہر عوام میں گھل مل کر رہتا ہے لیکن بباطن غرق فنا فی اللہ ہوتا ہے۔

فرد:- '' اے باھوؒ! جس کے دل کی نوری آنکھ کھل جاتی ہے وہ غرور سے

پاک ہو جاتا ہے اور اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائمی صحبت نصیب ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے کی زیارت سے اس کے تمام مطالب پورے ہو جاتے ہیں اور وہ غرق فنا فی اللہ حضور ہو جاتا ہے اور عرش و کرسی و لوح و قلم اس کے دل میں سمائے رہتے ہیں۔ جو دل کی حقیقت کو پالیتا ہے وہ غم و الم سے محفوظ رہتا ہے۔''

القصہ! جو جو فوائد مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری سے حاصل ہوتے ہیں انہیں مکمل طور پر بیان نہیں کیا جا سکتا۔

WWW.ALFAQR.NET

# باب ششم

## علم دعوت قبور کے بارے میں

جب کوئی توجہ وتصرف کے ساتھ روحی زبان سے علم دعوت [1] پڑھتا ہے تو تمام انبیا و اولیا اور جملہ اہل ایمان کی ارواح بھی اس کے گرد حلقہ بنا کر اس کی امداد و رفاقت میں علم دعوت پڑھنے لگتی ہیں۔ ایسی دعوت سے ایک ہی دم اور ایک ہی قدم پر مشرق سے مغرب تک ملکِ سلیمانی جیسی حکومت صاحبِ دعوت کے قبضے وعمل داری میں آ جاتی ہے۔ ایسی دعوت کو مستجاب الدعوت کہا جاتا ہے۔ جو کوئی نوری زبان سے تصورِ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت پڑھتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس و معظم ومکرم روح مبارک اور چھوٹے بڑے تمام اصحابِ کرام کی ارواح مبارکہ بھی اس کے گرد حلقہ بنا کر اس کی امداد و رفاقت میں آیاتِ قرآن سے علم دعوت پڑھتی ہیں۔ ایسی دعوت تکسیر کا عمر بھر میں ایک ہی بار پڑھنا کافی ہوتا ہے۔

---

ل :- علم دعوت = یہ ایک دینی عمل ہے جس میں اہل قبور کے مزارات پر ایک خاص ترتیب سے قرآن مجید پڑھا جاتا ہے جس سے اہل قبور کی ارواح حاضر ہو جاتی ہیں اور مطلوبہ مقصد کے حصول میں صاحبِ دعوت کی مدد کرتی ہیں۔ اسے علم دعوت قبور یا علم تکسیر کہا جاتا ہے۔ اسی کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:- " اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ. " (جب تم اپنے معاملات میں پریشان ہو جایا کرو تو اہل قبور سے مدد مانگ لیا کرو) علم دعوت صرف دینی معاملات میں مدد کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ اگر کسی دنیوی معاملے میں پڑھی جائے تو الٹا خسارہ ہوتا ہے۔

# شرح دعوت

دعوت وہ عمل ہے جس سے دونوں جہان کے مطالب حاصل ہو جاتے ہیں۔ وہ کون سی دعوت قرآن ہے کہ جو اگر پڑھی جائے تو دار حرب کے کفار دشمنوں کے ہزاراں ہزار لشکر حیرت و عبرت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور دست بستہ حاضر ہو کر دین محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اختیار کر لیتے ہیں؟ وہ کون سی دعوت ہے کہ جس میں اگر قرآن مجید اور اسم "اَللّٰہُ" پڑھا جائے تو تمام دشمن اندھے ہو جاتے ہیں اور صلح کر کے سامنے آئیں تو آنکھیں درست ہو جاتی ہیں؟ وہ کون سی دعوت ہے کہ جس میں اگر قرآن پڑھا جائے تو تمام دشمنان دین دیوانے اور مجنون ہو جاتے ہیں؟، ان کے تمام لشکری اتنے بے خود ہو جاتے ہیں کہ نہ انہیں اسلحہ یاد رہتا ہے اور نہ گھر بار اور نہ ہی زبان کھولتے ہیں اور اس وقت تک حیران و پریشان اور خراب حال رہتے ہیں جب تک کہ صاحب دعوت بزرگ کی زیارت کر کے جمعیت و ہوشمندی حاصل نہیں کر لیتے؟ وہ کون سی دعوت ہے کہ جس میں قرآن پڑھنے سے جملہ جن وانس و مؤکل فرشتے صاحب دعوت کی قید و قبضے میں آ جاتے ہیں؟ اور وہ کون سی دعوت ہے کہ جس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے تمام غیبی خزانے زمین سے نکل کر صاحب دعوت کے تصرف میں آ جاتے ہیں اور مشرق سے مغرب تک ہفت اقلیم کے حکمران اس کے قبضے میں آ کر اس کے حلقہ بگوش غلام و طالب مرید بن جاتے ہیں؟ اور وہ کون سی دعوت ہے کہ جس میں اگر اسم اعظم پڑھ کر مٹی کے ڈھیلے یا سنگریزے پر پھونک دیا جائے وہ فوراً چاندی یا سونا بن جاتا ہے؟

اگر کوئی چاہے کہ علم دعوت اس کے زیر عمل آ جائے، ورد وظائف جاری ہو

جائیں، موکل فرشتے زیرِ فرمان ہو جائیں، کلام الٰہی اس کے وجود میں تاثیر کرے، اسے نفع دے اور جمعیت بخشے، کل وجز کی تمام مخلوق اس کی طرف رجوع کرے اور مسخر ہو کر اس کی قید میں آجائے، مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری اسے نصیب ہو جائے، ہر مشکل و ہر مہم آسان ہو جائے اور تمام خزائن اس کے تصرف میں آجائیں تو اسے چاہیے کہ پہلے وضو کرے، پھر غسل کرے، پھر بیابان وصحرا میں نکل جائے اور وہاں کی پاک ریت یا خاک پر بنیادِ عمارت کی نیت سے پورے یقین کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک بنائے اور نمونہ روضہ مبارک کے اردگرد حرم بنائے اور حرم روضہ میں قبر مبارک بنائے اور اس کے اوپر خوشخط لکھے :-''محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔'' دعوت شروع کرتے وقت پہلے پڑھے بھی اور پھر روضہ مبارک پر لکھے بھی :-''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' پھر تین مرتبہ کہے:-''اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ بِحَقِّ مَلَکِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَیِّ الْحَقِّ'' از برائے عنداللہ یا محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حاضر شو۔'' بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس تشریف فرما ہو جائے گی۔ اس کے بعد سورۃ ملک پڑھے یا سورۃ مزمل یا سورۃ یٰسین یا سورۃ فتح پڑھے اور نو (۹) مرتبہ کلمہ طیب کی ضرب دل پر لگائے، پھر درود و ''لاحَوْلَ'' پڑھے اور آنکھیں بند کر کے ایسا مراقبہ کرے کہ خواب و بیداری برابر ہو جائے۔ جب صاحب مراقبہ اس حالت پہ آجاتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جملہ اصحابہ کرام کی معیت میں تشریف لے آتے ہیں اور مشروحاً صاحب دعوت کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہیں اور اس کی مطلوبہ مہم سرانجام دے

دیتے ہیں۔ اس دعوت کو ننگی تلوار کہتے ہیں۔

جب کوئی کامل صاحبِ دعوت کسی ولی اللہ کے مزار پر دعوت پڑھنے کے لیے جائے تو پہلے وضو کر کے دو رکعات نماز نفل ادا کرے اور پھر قبر کی ہم نشینی میں دل کی توجہ سے مذکورہ بالا سورتوں میں سے کوئی ایک سورۃ پڑھے یا قرآن مجید میں سے جو کچھ یاد ہو وہ پڑھے تو اہلِ مزار کی روح حاضر ہو جائے گی۔ اگر صاحبِ دعوت غالب ہے تو پڑھتے وقت روحانی اس کے سامنے ادب سے دست بستہ کھڑا ہو کر قرآن سنے گا اور اگر صاحبِ دعوت ناقص ہے تو روحانی اس کے سامنے ایک ہاتھ یا ایک بالشت کے فاصلے پر بیٹھ کر قرآن سنے گا، اس دوران صاحبِ دعوت اسے ترتیبِ علم سے قید کر لے

گا، پھر عمر بھر روحانی اس کی قید سے آزاد نہ ہو سکے گا، وہ جب چاہے گا روحانی حاضر ہو جائے گا۔ صاحب باطن وصاحب نظر عارف باللہ کے لیے ایک روحانی ولی اللہ کو اس قدر قوت و توفیق حاصل ہوتی ہے کہ اگر وہ چاہے تو جہان بھر کے تمام جن وانس وفرشتے اور روئے زمین کی ہر چیز اس کے سامنے پیش ہو جائے کہ روحانی تمام عالم زندہ پر غالب ہوتا ہے۔ اور اگر صاحب عیاں ترتیب سے دعوت پڑھے تو تمام انبیا واولیا واصحاب وغوث و قطب وشہداً وابدال واوتاد وفقیر درویش عارف واصل ولی اللہ مومنین کی ارواح اور حضرت آدم صفی اللہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روز قیامت تک کل وجز کی تمام ارواح صاحب دعوت کے گرد صف بستہ کھڑی ہو جائیں اور دنیا بھر کی تمام روحانیت اس کے سامنے حاضر ہو جائے اور صاحب دعوت سے ملاقات ومصافحہ کرے۔ صاحب عیاں اگر ایک ہی بار ایسی دعوت پڑھ لے تو عمر بھر زندگی وموت میں اسے کافی ہو رہتی ہے کہ برکت حکم الٰہی سے مزارات پر ایسی عین العیان دعوت پڑھ کر جملہ ارواح کو قید کیا جا سکتا ہے۔ جو شخص دعوت کی یہ راہ نہیں جانتا اسے دعوت پڑھنے سے کچھ بھی آگاہی حاصل نہیں ہوتی۔ جو کوئی کسی اہل حضور وغالب الارواح اہل دعوت فقیر کو آزار پہنچاتا ہے وہ دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے۔

انتہائی کامل اہل دعوت ایسے ہوتا ہے جیسے کہ ایک غازی شہسوار کہ جس نے دو دھاری تلوار ہاتھ میں پکڑ رکھی ہو اور وہ بحکم خدا کفار کو قتل کر رہا ہو۔

جان لے کہ دعوت پانچ قسم کی ہوتی ہے۔ ایک دعوت وسیلہ ازل ہے جو مقام ازل تک پہنچاتی ہے۔ دوسری دعوت وسیلہ ابد ہے جو مقام ابد تک پہنچاتی ہے۔

تیسری دعوت وسیلہ دنیا ہے جو مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین کی حکومت وتصرف تک پہنچاتی ہے۔ چوتھی دعوت وسیلہ عقبیٰ ہے جو عقبیٰ تک پہنچاتی ہے۔ پانچویں دعوت معرفت مولیٰ ہے جو مقام معرفت الٰہی پر مشاہد نور نامتناہی اور مجلس محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری تک پہنچاتی ہے۔

جان لے کہ دعوت پڑھنے کے لائق صرف وہ عامل عالم مکمل صاحب قرب و وصال عارف باللہ ہوتا ہے جو رجعت سے پاک غالب الاولیا فقیر ہو نہ کہ نفس پرور و مغرور اہل ہوا۔ جو شخص ترتیب کے ساتھ اچھی طرح وضو کرے اور متواتر تین دن تک ہر رات دو رکعات میں قرآن مجید ختم کرے تو اس کے اس عمل کا اثر قیامت تک ختم نہ ہوگا۔ ایسی دعوت پڑھنے والا شخص دونوں جہان میں غالب الاولیا ہو جائے گا لیکن کسی عامل کی اجازت کے بغیر یہ دعوت جاری نہیں ہوتی۔ اگر کسی کو قرآن مجید یاد نہیں اور وہ دوگانہ نہیں پڑھتا تو سورۃ مزمل پڑھتا رہے، ایک ہی ہفتہ میں وہ کامل مکمل ہو جائے گا۔

ترتیب ابتدا و انتہائے دعوت یہ ہے کہ قرآن مجید ایک ہادی و پیشوا و راہنما کلام اللہ ہے جو دونوں جہان کا معتبر وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ظاہر و باطن کے تمام خزانے، خشکی وتری اور بحر و بر کی جملہ مخلوق کے حالات اور چھ سمتوں میں پھیلی ہوئی توحید ذات وصفات کی تمام تفصیل قرآن مجید میں موجود ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ:۔ ''تری اور خشکی کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی تفصیل قرآن مجید میں نہ ہو۔'' البتہ ہر ایک کو اس کی تحقیق ہونی چاہیے کیونکہ دین و دنیا کے تمام معاملات کے لیے علیحدہ علیحدہ اعداد و شمار ہیں اور ان کی علیحدہ علیحدہ خاصیت و ترتیب ہے، چنانچہ امر

معروف، نہی ومنکر، قصص انبیا، وعدہ وعید اور ناسخ ومنسوخ وغیرہ کے لیے علیحدہ علیحدہ آیات ہیں۔

بعض لوگ دعوت پڑھنے میں خود عامل کامل ہوتے ہیں اور بعض حکم واجازت میں کامل ہوتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ صاحب دعوت خود بھی عامل کامل ہو اور حکم واجازت میں بھی عامل کامل ہو۔ دینی ودنیوی مشکلات کے حل کے لیے دعوت پڑھنا ان صاحب کمال کاملین کا کام ہے جو رجعت وزوال سے پاک ہوتے ہیں۔ جب یہ دعوت شروع کرتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے انہیں دعوت پڑھنے کا اذن وحکم مل جاتا ہے۔ تحقیق سے ثابت ہے کہ ایسی دعوت دو طرح سے پڑھی جاتی ہے۔ ایک حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے اور دوسرے اولیا اللہ کے مزارات پر قرآن خوانی کے ذریعے۔ جو شخص نہ تو حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے دعوت پڑھنا جانتا ہے اور نہ ہی قبور اولیا اللہ پر قرآن خوانی کے ذریعے دعوت پڑھنا جانتا ہے وہ کسی بھی قسم کی دعوت پڑھنے کے لائق نہیں ہے کہ علم تکسیر اور عالم تکسیر تو امیر ہوتا ہے۔ جان لے کہ علم تکسیر دعوت ہے اور دعوت کے چار حروف ہیں اور طاعت وشرائط کے اعتبار سے ہر حرف شرف وعزت کا حامل ہے۔ چار حروف دعوت یہ ہیں:۔ حرف ''د'' سے دائرہ دل کو ذکر دوام سے پاک کرنا ہے اور ذکر دوام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل ہوتا ہے۔ حرف ''ع'' سے علم غیبی لاریبی کی تفصیل الہام روحانی سے اور عالم غیب کے مؤکل فرشتوں سے معلوم کرنا ہے۔ حرف ''و'' سے ورد وظائف اور کلام الٰہی کو ترتیب وادب وعزت واعتقاد سے پڑھنا ہے۔ حرف ''ت'' سے ترک کرنا ہے اس چیز کا کہ جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب نے

ترک کیا ہو۔ ایسے تمام معاملات مبتدی دعوت کے معاملات ہیں۔

ارے ہاں! یہ ایک حقیقت ہے کہ جیسے پارہ کسی عامل کامل کے بغیر کشتہ نہیں ہوتا، اسی طرح عمل دعوت بھی کسی صاحب دعوت قبور عامل کامل صاحب حضور کے حکم واجازت کے بغیر جاری نہیں ہوتا۔ ناقصوں کے لیے دعوت پڑھنا دائمی رجعت ورنج کا باعث ہے لیکن کاملوں کے لیے مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری اور گنج جمعیت کا باعث ہے۔ صاحب دعوت کامل کو زکوٰۃ ونصاب و دور مدور وبذل وختم ودعوت پڑھنے کے لیے موزوں وقت ومناسب جگہ کا انتخاب ورجعت وعدد وحساب نیک ساعت وجلالی و جمالی حیوانات کا گوشت کھانے سے پرہیز وغیرہ کی کیا ضرورت ہے؟ کہ یہ تمام بے شمار وسوسے وخطرات ہیں جو ناقصوں کو پیش آتے ہیں کیونکہ وہ ترتیب دعوت کی ابتدا وانتہا کو نہیں جانتے اور محض رضائے الٰہی کی خاطر اللہ کے نام کو درمیان میں نہیں لاتے۔

جان لے! کہ دعوت کل وجز، دعوت ذکر، دعوت فکر، دعوت تجلیات نور الٰہی اور دعوت منتہی کا تعلق ان دو آیات کریمہ سے ہے کہ ان میں اسم اعظم متصل پڑھا جاتا ہے۔

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:- " فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ [1] "

اللہ کی طرف رجوع کرو کہ اسی کی مہربانی سے ہی ہر کام جاری وساری ہوتا ہے اور اس کی توجہ و وہم وخیال ان دو آیات کی برکت سے سراسر وصال الٰہی ہے۔

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:- " اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ

---

[1]: ۔ ترجمہ = دوڑو اللہ کی طرف۔

اَلظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ[1] "

پس مقام ازل و مقام ابد و مقام دنیا و مقام عقبیٰ سب مقامات ظلمات ہیں، اگر چہ ان میں زندگی کی آب وتاب ہے لیکن انجام ان کا فنا ہے سوائے معرفت " اِلَّا اللّٰہُ " ذات کے - عارف وہ ہے جو اس ظلمت کدے کی لذات سے منہ موڑ کر لذات معرفت "اِلَّا اللّٰہُ" حاصل کرے اور وحدانیت ذات میں غرق ہو جائے- یہ ہیں مراتب خواص کہ وہ معرفت الٰہی کے روشن نور تک پہنچتے ہیں- بندے کے لیے اس سے بہتر مرتبہ اور کوئی نہیں کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرے اور دین و دنیا کے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دے-

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:- ''میں اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر گیری کرنے والا ہے-''

عارف کو معرفت الٰہی تک پہنچنے کی لیے سات مراتب سے گزرنا پڑتا ہے پہلا مرتبہ نفی "لَآاِلٰہَ" ہے دوسرا مرتبہ اثبات " اِلَّا اللّٰہُ" ہے- تیسرا مرتبہ تصدیق دل کے ساتھ " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "پڑھنا ہے- چوتھا مرتبہ آیات قرآن کی تلاوت ہے، پانچواں مرتبہ دعائے سیفی کا پڑھنا ہے- چھٹا مرتبہ اسم اعظم اور اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کا پڑھنا ہے اور ساتواں مرتبہ وحدانیت اسم اللہ ذات میں غرق ہونا ہے-یہ سات خزانے ہیں اور ہر خزانے میں مزید ستر خزانے منکشف ہوتے ہیں- " اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا-"ماسویٰ اللہ پر ایمان لانا کفر ہے - جو شخص دعوت

---

[1]:- ترجمہ = اَللّٰہُ (اسم اللہ ذات )مومنوں کا ایسا دوست ہے جو انہیں ظلمات سے نکال کر نور میں لے آتا ہے۔

پڑھنے کے انتہائی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ عامل کامل عارف باللہ ہو جاتا ہے، چنانچہ اس کی نظر کامل ہو جاتی ہے، اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر حرف اللہ تعالیٰ کی کامل تلوار ہوتا ہے، ابھی وہ کسی کام کے لیے لب ہلا ہی رہا ہوتا ہے کہ بارگاہِ الٰہی سے وہ کام ہو جاتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ:۔ ''زبانِ فقراُ سیف الرحمٰن ہوتی ہے۔'' عارفوں کی زبان اس وقت تک سیف رحمٰن نہیں بنتی جب تک کہ وہ ترتیب خواندگی جان کر صاحبِ دعوت نہ ہو جائیں اور کسی ولی اللہ کی قبر کی ہم نشینی میں دعائے سیفی نہ پڑھ لیں۔

ابیات:۔

(۱) ''شہسوارِ قبر کامل فقیر ہوتا ہے، شہسوارِ قبر ملک گیر عالم ہوتا ہے۔''

(۲) ''جسے دعوتِ قبور پڑھنے پر قدرت حاصل ہو جائے وہ اہلِ حضور ہو جاتا ہے۔''

(۳) ''جو شخص دعوتِ قبور پڑھنا جان لیتا ہے وہ زیر و زبر کی ہر حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے۔''

(۴) ''علمِ دعوت ایک ننگی تلوار ہے جس سے فنا فی اللہ فقیر موذیوں کو قتل کرتے ہیں۔''

جب کوئی شخص قبر پر سوار ہو کر قرآن مجید پڑھتا ہے تو کلامِ الٰہی کی برکت سے صاحبِ قبر روحانی کا مرتبہ بڑھ جاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص کسی ولی اللہ کی قبر پر قرآن پڑھتا ہے تو اس کا یہ عمل دریا کی طرح جاری ہو جاتا ہے جو قیامت تک رکتا نہیں، لیکن دعوت صرف تین کاموں کے لیے پڑھی جائے۔ ایک کسی مسلمان بادشاہ کی فتح و سلامتی کے لیے کہ جب وہ دارِ حرب میں جنگ لڑ رہا ہو، دوسرے خاص و عام

مسلمانوں کی بھلائی کے لیے اور تیسرے اہلِ بدعت و ملحد و بے دین لوگوں کے دفعیہ کے لیے۔ جب کوئی اہلِ دعوت ان تین کاموں کے لیے دعوت پڑھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ رات کی تنہائی میں کسی غوث یا قطب یا شہید یا ولی اللہ کے باعظمت و پر دہشت مزار پر جائے اور اپنے اردگرد حصار کھینچ کر اذان پڑھے، "اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔" اذان پڑھتے ہی اہلِ قبر روحانی صاحبِ دعوت کی قید میں آکر حاضر ہو جائے گا اور وہم یا خیال دل کے ذریعے آواز دے گا۔ اگر صاحبِ دعوت بہت زیادہ غلبے والا ہے تو قبر پر پاؤں کی ٹھوکر مار کر یا ہاتھ سے اشارہ کر کے کہے "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی" (اٹھ اللہ کے حکم سے) اور ذکر اللہ میں غرق ہو کر خود سے بے خبر و بے ہوش ہو جائے تو باطن میں روحانی اس کے ہر سوال کا جواب تفصیل سے دے گا اور اس کا ہر کام اسی وقت جاری و ساری ہو جائے گا۔ اگر گردِ قبر اذان پڑھنے اور "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" کہنے کے باوجود روحانی حاضر ہو کر جواب نہیں دیتا اور قید میں نہیں آتا تو سمجھ لیجیے کہ اہلِ قبر روحانی غالب ہے یا تلاوت کلامِ الٰہی سے اسے دولت و نعمت نصیب ہو رہی ہے اور اس وجہ سے اہلِ دعوت کا کام کرنے میں سستی دکھا رہا ہے۔ لہٰذا صاحبِ دعوت کو چاہیے کہ روحانی کو قید کر کے عاجز کرے اور اس غرض کے لیے وہ قبر کی پائنتی کی طرف سے دعوت پڑھے یا قبر پر سوار ہو کر قرآن پڑھے۔ ان دو اعمال سے روحانی اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش ہو کر

فریاد کرے گا جہاں اسے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے صاحب دعوت کا کام کرنے کا حکم ہوگا اور تب وہ صاحب دعوت کا رفیق باتوفیق بن کر اسی وقت اس کا کام کرے گا اور اس کے مطلوب ومقصود تک پہنچائے گا۔ اسی کے بارے میں تو فرمایا گیا ہے کہ:۔

''جب تم اپنے معاملات میں پریشان ہو جایا کرو تو اہلِ قبور سے مدد مانگ لیا کرو۔''

اس طرح تمھاری ہر مشکل آسان ہو جایا کرے گی اور تم کسی بھی مہم میں عاجز نہ ہوا کرو گے۔ ایک رات کسی ولی اللہ کے مزار کی ہم نشینی میں قرآن خوانی کرنا زہد وریاضت کے چالیس چلوں سے بہتر ہے۔

جو طالب یہ چاہتا ہے کہ اسے دولت ونعمت وعظمت وبزرگی حاصل ہو جائے، دین ودنیا کے تمام خزانے محنت ومشقت کے بغیر حاصل ہو جائیں، نفس امارہ مطیع ہو جائے، شیطان ملعون دفع ہو جائے، تمام عالم زیرِ فرمان ہو جائے، کل وجز کی تمام مخلوق مسخر ہو جائے، قرآن مجید سے اسم اعظم مل جائے، علم تاثیر وعلم تکسیر وعلم روشن ضمیر وعلم کیمیا نظیر پر عبور حاصل ہو جائے، مؤکل فرشتے مشروحاً ہم کلام ہوں اور بذریعہ الہام تعلیم و تربیت کریں اور ہر قسم کے کاموں کے لیے تحقیق شدہ تعویذات کا علم سکھا دیں، مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حضوری کا شرف حاصل ہو جائے اور صحابہ کرام سے مجلس وملاقات کی سرفرازی حاصل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اول اپنے وجود کو ماسویٰ اللہ سے پاک کرے، حوصلہ وسیع وپختہ رکھے اور مرشد کی توجہ سے جو جو اسرارِ نہانی اس پر کھلتے جائیں یا بحکمِ الٰہی زیرِ زمین پوشیدہ جو جو خزائن الٰہی منکشف ہو کر اس کے تصرف میں آتے جائیں ان کا اظہار کسی پر نہ کرے۔

جو طالب اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ لا یحتاج فقیر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ عاجز و سوالی دکھائی دیتا ہے لیکن بباطن صاحبِ معرفت و صاحبِ وصال ہوتا ہے۔ کسی ولی اللہ کی قبر کی ہم نشینی میں دعوت پڑھنے کے لائق صرف وہ طالب ہوتا ہے جو سب سے پہلے اپنے وجود کو پاک کرتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک دعوت وہ بھی ہے کہ اگر وہ پڑھی جائے تو عرش سے تحت الثریٰ تک اٹھارہ ہزار عالم کی تمام مخلوق پڑھنے والے کی قید میں آجاتی ہے۔ وہ معظم و مکرم دعوت یہ ہے کہ قرآن مجید پر اعتبار کیا جائے اور اسے شفیع و پیشوا بنایا جائے اور پورے یقین کے ساتھ بحرِ قرآن میں غوطہ لگایا جائے کہ صاحبِ دعوت جب اس طرح بحرِ قرآن میں غوطہ زنی کرتا ہے تو حاملینِ عرش اور چاروں مقرب فرشتے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل چاہتے ہیں کہ زمین کو الٹ کر رکھ دیں اور تمام مقدس روحانی پریشان ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ:- ''خداوندا! اس صاحبِ دعوت کی التجا قبول کرلے اور اس کا کام جلدی کردے تاکہ ہمیں اس کی قید سے رہائی ملے۔'' اس دعوت سے سخت تر دعوت اور کوئی نہیں ہے۔

دعوت پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی دریا کے کنارے یا کسی ولی اللہ کی قبر پر قرآن پڑھا جائے۔ اس دعوت کے شروع ہی میں مشرق سے مغرب تک تمام زمین جنبش میں آجاتی ہے اور حضرت مدینہ لرزنے لگتا ہے اور سو سو موکل فرشتہ صاحبِ دعوت کے پاس آتا ہے اور سونے کا ایک ایک سکہ پیش کر کے آواز دیتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے۔ اس طرح ہر روز تین کروڑ فرشتے آتے ہیں اور سونے کا ایک ایک

سکہ پیش کر کے آواز دیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بے حد و بے شمار فرشتے اس کے اختیار میں دے دیے جاتے ہیں جو اس کے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہ علم دعوت کی آزمائش ہے جس سے صاحب دعوت لایحتاج ہو جاتا ہے۔ سو علم دعوت بہتر ہے علم کیمیائے اکسیر سے۔ اس دعوت میں صاحب دعوت سورۃ مزمل پڑھتا رہے تاکہ وہ دعوت پڑھنے میں کامل مکمل ہو جائے اور علم کیمیائے اکسیر اس کی قید میں آ جائے اور علم تکسیر اسے حاصل ہو جائے۔ اگر دعوت شروع کرتے وقت صاحب دعوت کی خواہش ہو کہ کفار کو مسلمان کر لے یا رافضیوں اور خارجیوں کی بیخ کنی کر دے یا انہیں جلا وطن کر دے یا ایک ہی دم میں دشمنان دین کی جان قبض کر لے یا انہیں ایسا روگ لگا دے کہ پھر وہ تندرست نہ ہو سکیں، یا وہ چاہے کہ مشرق سے مغرب تک تمام لوگوں کو ہدایت و تلقین محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نصیب ہو جائے یا وہ ایسا صاحب نظر و اہل معرفت ہو جائے کہ کونین کی ہر زیر وزبر اس کے تابع فرمان ہو جائے یا وہ عیسیٰ صفت ہو کر ایسے مرتبے پر پہنچ جائے کہ ایک ہی دم سے مردے کو زندہ کر دے تو وہ ان اسمائے مبارکہ کے تصور و تصرف و توفیق کی باطنی راہ اختیار کر کے یہ مقاصد حاصل کرے۔ وہ اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

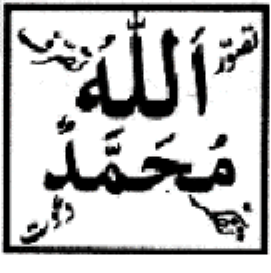

یہ وہ اسمائے مبارکہ ہیں کہ اگر ان کے تصور سے مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارادہ کیا جائے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح مقدسہ حاضر ہو جاتی ہیں، اگر ان کے تصور سے صحبت شیخ کی نیت کی جائے تو صورت شیخ حاضر ہو جاتی ہے اور الہامات کے ذریعے رہنمائی کرتی ہے۔ اگر ان کے تصور سے میکائیل علیہ السلام کا خیال کیا جائے تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور باران رحمت برسا دیتے ہیں، اگر ان کے تصور سے اسرافیل علیہ السلام کا خیال کیا جائے تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور جس ملک کو فنا کرنا مقصود ہو اسے دم بھر میں ایسا تباہ و برباد کرتے ہیں کہ پھر قیامت تک آباد نہیں ہوتا، اگر ان کے تصور سے عزرائیل علیہ السلام کا خیال کیا جائے تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور بذریعہ الہام پوچھتے ہیں کہ اگر کسی دشمن کو ہلاک کرنا مقصود ہے تو دم بھر میں وہ اس کی جان قبض کر لیتے ہیں۔ ان کے انتہائی تصور سے وہم توجہ بن جاتا ہے اور فقیر کا وہم تمام جہان کو گھیر لیتا ہے کیونکہ جب وہ دعوت ختم کرتا ہے تو چار قسم کے باطنی لشکر اس کی حفاظت کے لئے اس کے گرد جمع ہو کر نگہبانی کرتے ہیں، اگرچہ وہ ظاہری آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے۔ وہ باطنی لشکر یہ ہیں۔ (۱) نظر الٰہی میں منظوری کا لشکر، (۲) نظر محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حضوری کا لشکر، (۳) موکل فرشتوں اور جنونیت کا لشکر، (۴) ارواح شہدا کا لشکر۔ ایسے صاحب دعوت ولی اللہ کو جب کسی پر غصہ آتا ہے تو غیب سے اسے ایسا زخم لگتا ہے جو کبھی ٹھیک نہیں ہوتا اور آخر کار وہ اسی زخم سے مر جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ خلق کا بوجھ برداشت کرے اور انہیں دکھ نہ دے، بلکہ نافع المسلمین بن کر رہے۔

# باب ہفتم- متفرق مضامین

## شرح جمعیت

جان لے کہ جمعیت کہ پانچ حروف ہیں اور ہر حرف کا اپنا الگ مقام ہے- ہر حرف کا تصور اپنے مقام کی تمام نعمتوں کا مکمل تصرف بخشتا ہے- صاحب جمعیت جب ان پانچوں مقامات کو اپنے قبضے وتصرف میں لے لیتا ہے تو اس کے دل میں نہ تو حاجت باقی رہتی ہے اور نہ ہی افسوس کہ وہ جو چاہتا ہے اسے مل جاتا ہے- مقام جمعیت جملہ علوم تحقیقات حی قیوم کا جامع ہے اور وہ پانچ گنج و پانچ مقامات کہ جن میں جملہ نعمتوں کا تصرف پایا جاتا ہے یہ ہیں- مقام ازل، تصرف ازل، گنج ازل اور نعمت ازل- مقام ابد، تصرف ابد، گنج ابد اور نعمت ابد- مقام دنیا، تصرف دنیا، گنج دنیا اور نعمت دنیا، نعمت دنیا سے مراد ان تمام چیزوں کا تصرف ہے جو روئے زمین پر پائی جاتی ہیں- مقام عقبیٰ، تصرف عقبیٰ، گنج عقبیٰ اور نعمت عقبیٰ- پنجم مراتب نعمت وتصرف وگنج اعلیٰ قرب وحدانیت فنا فی اللہ بقا باللہ بحق تعالیٰ- یہ ہے کامل ومکمل جمعیت- جو مرشد اپنے طالب کو تصور اسم اللہ ذات، تصور اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تصور کلمہ طیبات " لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " کی حاضرات سے پہلے ہی روز جمعیت کے ان تمام مقامات پر پہنچا دیتا ہے، بے شک وہ مرشد کامل ہے ورنہ ناقص وزندیق وجھوٹا ولافزن ہے- اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس-

جان لے کہ رحمانی وشیطانی ونفسانی کاموں میں تاخیر ومہلت میں کیا فرق

ہے؟ مجھے تعجب ہوتا ہے اس قوم پر کہ جس کے ہر خاص و عام فرد کی زبان پر اللہ کے نام کا ورد جاری رہتا ہے۔ یا وہ قرآن حفظ کر کے تلاوت کرتے رہتے ہیں یا مسائل فقہ بیان کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی زبان سے جھوٹ، دل سے منافقت اور وجود سے حرص و حسد و کبر کیوں نہیں جاتا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کا نام اخلاص سے نہیں لیتے اور کلام الٰہی کی تلاوت رضائے الٰہی کی خاطر نہیں کرتے بلکہ محض رسمی رواجی طور پر آندھی و جھکڑ کی رفتار سے اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں ورنہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کے کلام کی کنہ تک پہنچ کر ان کا آشنا ہو جاتا ہے تو اس کا نفس فنا اور قلب صفا ہو جاتا ہے، اسے مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور وہ دونوں جہان کا نظارہ پشت ناخن پر کرتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام سے آشنا ہو جاتا ہے اور اسے کامل اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے وہ صدق کے بلے سے معرفت کی گیند کو میدان دو جہان سے لے جاتا ہے کہ اللہ کا نام تو وہ عظیم و باعظمت نام ہے کہ ابتدا سے انتہا تک معرفت نور حضور کا تمام مشاہدہ اسی نام میں پایا جاتا ہے بشرطیکہ اسے اخلاص سے پڑھا جائے کہ اللہ کے نام کو اخلاص سے پڑھنا اور دل کو ہمیشہ اس کے مطالعہ میں غرق رکھنا ہی تو عارفوں کی پرواز کے لئے بمنزلہ دو بال و پر ہیں۔ ابیات:-

(۱) اگر تو صبح و شام درویش کے در پر حاضری دیتا رہے تو تجھے ہر مطلب حاصل ہوتا رہے گا۔"

(۲) "اگر وہ تجھے سرزنش بھی کرے تو تو اپنا سر جھکائے رکھ اور اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر دے۔"

(۳) ''تو جو کچھ اس کے حوالے کرے گا اسے جاوداں پائے گا اور اگر اس نے تجھ پر نظر التفات کر دی تو شاہ جہان ہو جائے گا۔''

(۴) '' جو شخص کسی درویش کی نظر میں مقبول ہو گیا وہ عرش سے بالاتر مراتب پر پہنچ گیا۔''

جو ہر جمعیت کی دو علامات ہیں کہ بظاہر شریعت میں ہوشیار اور بباطن مراقبہ میں مشاہدہ ربوبیت سے مشرف ہو کر دیدار تجلیات انوار میں غرق۔

جان لے کہ زمین و آسمان کی مخلوق کو قیامت تک پہنچنے کے لئے پچاس ہزار سال کا عرصہ لگتا ہے۔ اس پچاس سالہ عرصے کو شب دنیا کہتے ہیں، اسی طرح حساب گاہ قیامت کے پچاس ہزار سالہ عرصے کو دن کہا جاتا ہے۔ پس ظاہر و باطن کا کل عرصہ ایک لاکھ سال ہے جس میں شب دنیا لباس ہے اور روز قیامت معیشت ہے۔ لباس کا تعلق عبودیت (بندگی) سے ہے۔ معیشت کسب کو کہتے ہیں اور کسب ذکر فکر معرفت اور اشتغال اللہ ہے جس کا تعلق ربوبیت سے ہے۔ علما اہل عبودیت ہیں اور فقرا صاحب ربوبیت۔

فرمان حق تعالیٰ ہے کہ:- ''ہم نے رات کو لباس بنایا اور دن کو معاش۔''

پس اہل شب کی نظر دنیا پر لگی رہتی ہے اور اہل روز کی نظر روز قیامت پر، بجز حق نہ وہ کچھ خریدتے ہیں اور نہ لیتے ہیں۔ علما و فقرا کے درمیان بھلا کیا فرق ہے؟ علما جب غضب و غصے کی حالت میں ہوتے ہیں تو جلالیت علم کی وجہ سے انائے منی[1] میں مبتلا ہو جاتے ہیں جبکہ فقرا غصے کے وقت جمالیت معرفت ''اِلَّا اللّٰہ'' کے باعث

[1]:- انائے منی = میں ہی میں کی مستی۔

انائے منی سے محفوظ رہتے ہیں - جو آدمی ابتدا میں عالم باعمل ہوتا ہے وہ انتہا پر پہنچ کر درویش کامل ہوجاتا ہے۔

جان لے کہ علم ''ع'' سے ہے اور دو ''ع'' کا یکجا ہونا مشکل ہے، اس لئے جو آدمی عالم عامل ہو وہ فقیر کامل عارف ہوجاتا ہے۔ جس شخص کو علم اپنا قیدی بنالیتا ہے اس کے وجود میں چار علوم الہام پیدا ہوجاتے ہیں جنہیں غیب الغیب کہا جاتا ہے اور جن کی وجہ سے اس کا حجاب اٹھ جاتا ہے اور وہ خلق محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پیکر بن جاتا ہے اور اس کے وجود میں قدرت سبحانی سے اول الہام ازل پیدا ہوجاتا ہے، دوسرا الہام تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوتا ہے جو اسے راہ راستی سے آگاہ کرتا ہے، تیسرا الہام جملہ صحابہ کرام کو ایصال ثواب عبادت بخشتا ہے۔ چوتھا الہام کراماً کاتبین اور جملہ فرشتے اسے نیکی و بدی اور ماضی حال و مستقبل کے حالات بتلاتے ہیں۔ فرمایا گیا ہے کہ:- '' ابرار لوگوں کی نیکیاں مقربین کے نزدیک گناہ کے زمرے میں آتی ہیں۔''

جان لے کہ عالم فاضل صاحب فقہ ونص وحدیث وصاحب تفسیر کا مرتبہ اور ہے اور صاحب ورد وظائف اہل ذکر فکر صاحب تاثیر کا مرتبہ اور ہے۔ جو فکر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں کیا جائے اس سے دل میں حیا پیدا ہوتی ہے، جو فکر اللہ تعالیٰ کے وعدہ و وعید میں کیا جائے اس سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے، جو فکر اللہ تعالیٰ کی معرفت میں کیا جائے اس سے دل میں نور توحید پیدا ہوتا ہے، جو فکر تلاوت قرآن مجید میں کیا جائے اس سے دل میں اعمال صالحہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور جو فکر معاملات دنیا میں کیا جائے اس سے دل میں سیاہی اور شیطانی منصوبہ بازی پیدا ہوتی ہے - اس

جہان میں دنیا اور اہلِ دنیا سے بدتر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ عجیب نادان ہیں وہ لوگ کہ جنھوں نے اس بدتر چیز کو اللہ کے نام سے اور دینِ محمدی وفقرِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے بہتر سمجھ رکھا ہے۔ صحیح مومن مسلمان وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو ہر وقت حاضر ناظر اور غالب قدرت والا ماننے کا عظیم فرض ادا کرتا رہتا ہے کہ سب فرائض سے بڑا فرض یہی ہے اور یہ فرضِ عین ہے، اور سب سنتوں سے بزرگ ترین سنت یہ ہے کہ گھر بار کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے تاکہ سب سے عظیم سنت ادا ہو جائے۔ اس عظیم فرض و سنت کو صرف اہل اللہ ہی ادا کرتے ہیں۔

جو شخص مردہ دل دنیا داروں سے جدائی اختیار کر لیتا ہے اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور نفس مطلقاً مر جاتا ہے اور نفس کے مرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ کفر و شرک، کبر و ہوا اور بری خصلتوں سے باز آ جائے۔ جب ایسا ہو جائے تو گویا نفس مر گیا ہے۔ وہ گناہوں سے تائب ہو کر نیک اعمال اختیار کر لیتا ہے، صفائے قلب اور ارواحِ مقدسہ سے انس رکھتا ہے اور مرتبہ مطمئنہ حاصل کر کے عبادت معرفت میں مشغول رہتا ہے۔

حدیث مبارک میں آیا ہے کہ:- ”دنیا کمان ہے، حادثاتِ دنیا تیر ہیں اور انسان نشانہ ہے۔“

ایک اور حدیث مبارک میں آیا ہے کہ:- ”دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم ایک غریب الدیار مسافر ہو اور خود کو اہلِ قبور میں شمار کرو۔“

تمام علمِ ظاہر اور تمام فقر و معرفتِ الٰہی کو ہم نے ایک نکتہ میں سمو دیا ہے اور وہ نکتہ ایک حرف ”ن“ ہے یعنی ”ن“ سے نیک نیت ہو کر طمع و حرص و حسد سے پاک رہنا۔

جو شخص ان تینوں یعنی طمع و حرص و حسد کو چھوڑ دیتا ہے وہ علم و معرفت دونوں کو پالیتا ہے اور دوام انہی دو کو حاصل ہے۔ ان تینوں سے قطع تعلق کر لینا فقراُ کے لئے معرفت کی انتہا ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ صاحب قلب کو دل سے سات فتوحات حاصل ہوتی ہیں اور ہر فتح سے ستر ہزار فیوض کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ ان فتوحات کو وہی شخص جان سکتا ہے جو ان کے فیض کا نور حاصل کر چکا ہو۔ اس مقام پر پہنچ کر طالب کو وہ یقین و قرار نصیب ہوتا ہے کہ پھر وہ نہ تو فرار ہوتا ہے اور نہ ہی سلب و خوار ہوتا ہے کہ تجلی ذات اور ہے، تجلی اسما اور ہے، تجلی حروف اور ہے اور تجلی ربانی اور ہے۔ تجلی چار قسم کی ہوتی ہے جسے محض عطائے ذات کا فیض کہا جاتا ہے۔ جو تجلی حاضرات اسم اللہ ذات سے ظاہر ہوتی ہے وہ مطلق توحید وحدانیت خدا کی تجلی ہوتی ہے اور اسے نور معرفت الٰہی کہا جاتا ہے۔ جو تجلی اسماء سے ظاہر ہوتی ہے اسے نہ تو تجلی ذات کہا جاتا ہے اور نہ ہی تجلی صفات کہ وہ ذات و صفات کی ملی جلی تجلی ہوتی ہے۔ جو تجلی آیات قرآن و احادیث سے ظاہر ہوتی ہے اسے نفس کے خلاف جہاد اکبر کہا جاتا ہے۔ اور جو تجلی تمیں حروف تہجی سے ظاہر ہوتی ہے اسے قلب المکشوف کہا جاتا ہے۔ ہر ایک تجلی تصور و تفکر و یقین سے کھلتی ہے اور عین بعین دکھائی دیتی ہے۔ بند آنکھوں سے دیکھنا اور بات ہے۔ عمر بھر کی ریاضت سے بہتر ہے کہ نظر تجلی پر رکھی جائے اور توجہ استغراق فنافی اللہ پر۔ استغراق فنافی اللہ کے علاوہ ہر مرتبے کی تجلی خام و ناتمام تجلی ہے۔ مطلب کلی کا مرتبہ کون سا ہے؟ اپنی ہستی کو مٹا کر حق رسیدہ ہونا کہ یہ سب سے بہتر انجام ہے، یعنی جمعیت نور اللہ کا جام پینا۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

جو مرشد طالب اللہ کو حاضرات اسم اللہ ذات سے تمام مقام و معرفت الٰہی کا سبق نہیں دیتا اور جملہ مقامات معرفت الٰہی منکشف کر کے دکھا نہیں دیتا وہ ناقص و لاف زن مرشد ہے۔ ابیات:۔

(۱) ''میں ہر دم تجلی ذات میں جلتا رہتا ہوں جو سراسر راز الٰہی ہے۔ یہی تجلی ذات ہے جو قرب الٰہی تک راہنمائی کرتی ہے۔''

(۲) '' میں ازل سے ابد تک غرق نور رہا ہوں اس لئے ازل سے ابد تک حضوری میں رہتا ہوں۔''

(۳) ''میں ازل سے ابد تک مست حال تھا اور ازل سے ابد تک صاحب وصال ہوں۔''

(۴) '' میں ازل سے ابد تک خود سے جدا رہا ہوں اس لئے ازل سے ابد تک مقرب خدا ہوں۔''

رات دن کے چوبیس گھنٹے ہیں اور آدمی ان چوبیس گھنٹوں میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے۔ ہر سانس کی نگہبانی کر کہ ہر سانس میں چودہ تجلیات، چودہ الہامات اور چودہ علوم پائے جاتے ہیں جن میں بعض رحمانی اور بعض شیطانی ہوتے ہیں، بعض کا تعلق دنیوی پریشانی سے، بعض کا جنونیت سے، بعض کا مؤکل فرشتوں سے اور بعض کا قلبی و روحی و سری وجود سے ہوتا ہے۔ اگر توفیق الٰہی شامل حال رہے اور مرشد رفیق آگاہی بخشے تو ہر ایک مقام کی تحقیق ہو جاتی ہے اور بندہ سلامت رہتا ہے۔ ورنہ ہر مرتبہ سلب ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر ہزاراں ہزار طالب راہ گم کر بیٹھے اور رجعت خوردہ و خلاف شرع ہو کر مرکھپ گئے۔

حدیث مبارک میں آیا ہے کہ:- '' خالص کو لے لو اور نا خالص کو چھوڑ دو۔ ''

جو نیک ہے اسے قبول کرلو اور جو بد ہے اسے چھوڑ دو۔

جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ نے امر '' کُنْ فَیَکُوْنَ '' کو بیان کرنا چاہا تو فرمایا:- '' میں ایک مخفی خزانہ تھا، مجھے شوق ہوا کہ میری پہچان ہو، پس میں نے اپنی پہچان کے لیے مخلوق کو پیدا کر دیا۔ ''

اس مقصد کے لئے پہلے بائیں طرف قہر جلالیت کی نظر سے دیکھا جس سے نار شیطانی پیدا ہوگئی۔ پھر دائیں طرف لطف و کرم، جمعیت و رحمت اور شفقت و التفات کی نظر سے دیکھا تو آفتاب سے روشن تر نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پیدا ہوگیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے امر کن فرمایا اور کل مخلوقات کی ارواح پیدا ہوگئیں جو اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے جماعتیں اور صفیں بنا کر اپنی اپنی جگہ پر ادب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے روبرو اس کے حکم کے انتظار میں کھڑی ہوگئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- '' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ''

اس پر جملہ ادنیٰ و اعلیٰ ارواح نے بیک زبان عرض کی:- '' کیوں نہیں؟ تو ہی ہمارا رب ہے۔ ''

اس اقرار پر بعض ارواح تو اسی وقت پشیمان ہوگئیں جیسے کہ کافروں، مشرکوں منافقوں اور کاذبوں کی ارواح اور بعض ارواح آوازِ الست پر بلیٰ کا اقرار کر کے خوش و مسرور ہوگئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- '' اے روحو! مانگ لو مجھ سے جو تمہارے جی میں آئے تا کہ میں تمہیں عطا کر دوں۔ ''

تمام ارواح نے عرض کی:- '' پروردگار! ہم تجھ سے تجھی کو مانگتے ہیں۔ ''

اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے بائیں ہاتھ پر ارواحِ دنیا اور زینتِ دنیا کو پیش کیا تو سب سے پہلے شیطان مردود نفس امارہ کی مدد سے دنیا میں داخل ہو گیا۔ جہاں پہنچتے ہی اس نے بلند اور سریلی آواز سے چوبیس نعرے لگائے جنہیں سن کر نو (9) حصہ ارواح شیطان کی راہ پر لگ گئیں۔ شیطان کے وہ چوبیس نعرے یہ ہیں:۔(۱) سرود کا نعرہ، (۲) حسن پرستی کا نعرہ، (۳) ہوائے انا کی مستی کا نعرہ، (۴) شراب پینے کا نعرہ، (۵) بدعت کا نعرہ، (۶) ترکِ نماز کا نعرہ، (۷) آلاتِ مطربانہ مثلاً طنبورہ و رباب و قانون و شرنا و دف و ڈھول اور اس قسم کے دیگر آلاتِ موسیقی کا نعرہ، (۸) ترکِ جماعت کا نعرہ، (۹) غفلت کا نعرہ، (۱۰) عجب کا نعرہ، (۱۱) حرص کا نعرہ، (۱۲) حسد کا نعرہ، (۱۳) ریا کا نعرہ، (۱۴) کینے کا نعرہ، (۱۵) کبر کا نعرہ، (۱۶) نفاق کا نعرہ، (۱۷) غیبت کا نعرہ، (۱۸) شرک کا نعرہ، (۱۹) کفر کا نعرہ، (۲۰) جہالت کا نعرہ، (۲۱) جھوٹ کا نعرہ، (۲۲) ظن بد کا نعرہ، (۲۳) نظر بد کا نعرہ اور (۲۴) طمع کا نعرہ۔ جو ان صفات سے موصوف ہو وہ انہی لوگوں میں سے ہے جنہوں نے شیطان کے نعروں پر کان دھرے تھے۔ جیسے وہ اس وقت تھے ویسے ہی آج ہیں۔

فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ:۔'' شیطان تمہیں مفلسی کا خوف دلا کر برائی پر اکساتا ہے۔''

جس نے شیطان سے رشتہ جوڑا اور اس کی پیروی اختیار کی، وہ مراتبِ دنیا پر پہنچا، پسندیدہ دنیا ہوا اور اسی میں غرق ہو گیا۔ اس نو (9) حصہ ارواح کے سوا ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لطف و کرم سے فرمایا:۔'' اے روحو! جو کچھ مانگنا چاہو مجھ سے مانگ لو تا کہ میں تمہیں عطا کر دوں۔''

انہوں نے عرض کی:۔ ’’خداوندا! ہم تجھ سے تجھی کو مانگتے ہیں ۔‘‘

اس پر اللہ تعالیٰ نے دائیں ہاتھ پر ان کے سامنے حور وقصور بہشت ،لذات نعمائے بہشت اورزیب وزیبائش بہشت کی ارواح کو پیش کیا تواس ایک حصہ ارواح میں سے نو(9) حصہ ارواح بہشت کی طرف چل دیں۔ سب سے پہلے جوارواح بہشت میں داخل ہوئیں وہ متقی وپرہیز گارلوگوں کی ارواح تھیں، وہاں انہوں نے بلند وسریلی آواز سے زہدوتقویٰ کانعرہ لگایا جسے سن کر جملہ متقی وپرہیز گارروحیں بہشت میں داخل ہوگئیں اور شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ) پر استحکام حاصل کیا۔ چنانچہ یہ عالم فاضل متقی وپرہیز گارلوگوں کی ارواح تھیں باقی ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو استادہ رہیں، ان کے کانوں تک نہ آواز دنیا پہنچی اور نہ آوازعقبیٰ کہ وہ فنافی نور اللہ بقاباللہ ہوکر حضوری حق میں غرق تھیں۔ یہ مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ) کی حضوری والے اہل حضور عارف باللہ فقرا کی ارواح تھیں جن کے حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:۔ ’’فقر میرا فخر ہے کہ فقر میرے اندر کا نور ہے۔ دنیا اہل عقبیٰ پر حرام ہے، عقبیٰ اہل دنیا پر حرام ہے اور دنیا وعقبیٰ طالب مولیٰ پر حرام ہیں، جسے مولیٰ مل گیا وہ مالک کل ہوگیا۔‘‘

اختتام پذیر ہوا شمس العارفین کا ترجمہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَسَلَامٌ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

مترجم:۔ سید امیر خان نیازی سروری قادری

سکنہ درے خیلانوالہ چھدرو روڈ میانوالی

حال سکنہ سرگودھا غربی عقب سبزی منڈی چکوال